ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
مجلہ

شمارہ 6۔جلد 12
ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مارچ 2012



اداریہ
ذوق میلاد
علامت ایمان

عظمت غوث پاک رضی اللہ عنہ



مسائل دینیہ

شہنشاہ بغداد
حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

تھل میں قادیانی قلعے میں دراڑ

فہرست

1:	ذوق میلاد......علامت ایمان	علامہ محمد سعید عامر آسوی	02
2:	عظمت غوث پاک	حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ	05
3:	شہنشاہ بغداد حضور غوث الثقلین	علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی	09
4:	عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری	غلام محی الدین	25
5:	شفاء الحمیق بجواب اکاذیب الحلیق	علامہ فیصل خان	30
6:	مسائل دینیہ	علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی	35
7:	تھل میں قادیانی قلعے میں دراڑ	علامہ عرفان محمود برق	46

﴿یا نبی ﷺ﴾

ازراہ لطف سن مری فریاد یا نبی ﷺ
کر اپنے ذوق و شوق سے آباد یا نبی ﷺ

قلب و نظر کو رکھئے اپنی نگاہ میں
غفلت نہ کر سکے مجھے برباد یا نبی ﷺ

سر زد نہ ہو غلام سے ایسا کوئی بھی کام
ہوجائیں جس سے آپ بھی ناشاد یا نبی ﷺ

لہو ولعب میں گزری ہے اب تک تمام عمر
افسوسناک ہے مری روداد یا نبی ﷺ

سر پر مرے سوار ہے اک بھوت کی طرح
اور سربسر یہ نفس ہے شداد یا نبی ﷺ

میرے کریم مجھ کو بھی مجھ سے بچایئے
میں خود پہ کر رہا ہوں جو بیداد یا نبی ﷺ

چھوٹے نہ میرے ہاتھ سے دامن خیال کا
نکلے نہ میرے دل سے تری یاد یا نبی ﷺ

دن رات ، صبح و شام نہیں بلکہ ہر گھڑی
پیش نظر رہے ترا ارشاد یا نبی ﷺ

اس خار پہ بھی نظر کرم ازرہ کرم
محتاج تیرا گلشن ایجاد یا نبی ﷺ

اس دم بھی تیری یاد ہو سر شار کر رہی
جب آئے سر پہ موت کا صیاد یا نبی ﷺ

آسی کو اس کے مرشد کامل کا واسطہ
کر دو خیال غیر سے آزاد یا نبی ﷺ

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۲

کلمۃ الحقیقہ ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم ادار یہ

ذوق میلاد......علامت ایمان

سعید آسوی کے قلم سے

ماہِ ربیع الاول اپنی پوری آب وتاب اور رونقوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور رخصت ہوگیا۔ اس میں کسے شک ہے کہ ملت اسلامیہ آج بے حسی، عریانی وفحاشی اور غفلتِ دین کا شکار ہے تاہم اس کے باوجود میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منانے کا جو ذوق وشوق عوام وخواص میں پچھلے چند برسوں میں پروان چڑھا ہے، وہ از حد نظر افروز، دلکشا اور حیرت انگیز ہے۔ خصوصاً اس مرتبہ تو غلامان رسول نے ادا ادا سے یہ ثابت کر دیا کہ ہم کل بھی شمع نبوت کے پروانے تھے، آج بھی شمع نبوت کے پروانے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں خدا کے محبوب ومطلوب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دروازے سے دور نہیں کرسکتی۔

اسی لئے عہد رسالت کا فریادی صحابی بارگاہ رسالت میں یوں فریاد کرتا ہے

ولیس لنا الا الیک فرارنا

واین فرار الخلق الا الی الرسل (بیہقی)

ترجمہ: اور نہیں ہے ہمارے لئے کوئی اور دروازہ، سوائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دروازے کے اور مخلوق کے لئے جائے پناہ ہے ہی کہاں سوائے رسولوں کے ہاں"

لیس کے بعد الا آئے تو حصر کلی ہوتا ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دروازے کے سوا کوئی اور دروازہ ہے ہی نہیں۔

کوئی بھی شخص اس ماہ مقدس میں شکر گڑھ سے لے کر اسلام آباد تک یا کراچی سے لے کر پشاور تک کسی بھی جگہ کا سفر کر کے دیکھ لے، ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں بلکہ گاؤں کی ہر گلی عجیب ہی منظر پیش کرتی نظر آئے گی۔ روشنیوں میں نہائی یہ گلیاں، جھنڈیوں اور جھنڈوں سے آراستہ یہ قصبے، جا بجا محفلوں سے سجے یہ شہر اس کے باسیوں کے ایمان وعشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گواہی دیتے نظر آئیں گے۔ کسی طرف نعرے لگ رہے ہیں:

غلام ہیں غلام ہیں   رسول کے غلام ہیں   صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کوئی با آواز بلند اعلان کر رہا ہے:

غلامئ رسول میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے

کوئی عشق کے راگ یوں سنا رہا ہے

رسول اللہ توں صدقے جان میری
ایہہ فانی زندگی قربان میری

کوئی نور کا طالب، نور والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں التجا کر رہا ہے:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

غرض اپنی اپنی محبت، اپنی اپنی طلب، اپنا اپنا سوز اور اپنا اپنا انداز

مگر افسوس! اسی میلاد والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتی ہونے کے دعویدار مٹھی بھر افراد کا ایک گروہ بھی خاصا 'فعال' رہا۔ جسے آقائے دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی اس قدر دھوم دھام کے ساتھ منانا ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ چنانچہ انہوں نے شیطان کی خصلت کو اپنائے رکھا **ابلیس صاح و نادیٰ علی نفسہ ویلاً و ثبوراً**۔ (مولد العروس ابن جوزی)۔ یعنی ولادت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقع پر شیطان خوب چیخ و پکار کر رہا تھا اور ہائے تباہی کہہ رہا تھا) اور پورا مہینہ اہل اسلام پر میلاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محافل اور اہتمام پر برستے رہے۔ پورا ماہ مقدس جمعہ کے خطبات میں ان کا ایک ہی موضوع رہا اور وہ تھا 'میلاد کی مذمت' (نعوذ باللہ) اہل ایمان و اسلام پر شرک و بدعت کے فتاوے، اپنے خود ساختہ اسلام کی روشنی میں لگاتے رہے۔ کہیں موبائل فونز پر میسجز اور کبھی انٹرنیٹ پر گستاخانہ سوالات کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے اور تو اور متعدد مقامات پر 12 ربیع الاول شریف کے جلوسوں پر حملہ آور ہونے کی 'بدعت' کا آغاز بھی انہوں نے کر دیا۔ یقیناً شیطان کو اب میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماہ مقدس میں واہی تباہی بکنے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس کے چیلے چانٹے یہ کام بخوبی سرانجام دینے لگے ہیں۔

ذرا سوچئے! یہ درست ہے کہ ڈنمارک، ناروے، جرمنی وغیرہم کے شیطانوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سخت ترین گستاخی کی تھی لیکن کیا اہل ایمان سے ان کے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے کا حق چھیننے کی ناپاک جسارت کرنے والے ان سے کم گستاخ ہیں؟

ان سے پوچھئے! کہ اگر رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے میلاد کا جلوس نکالنا (نعوذ باللہ) بدعت ہے تو "دفاع پاکستان کانفرنس" کا کیا جواز ہے؟ ہے کوئی آیت یا حدیث کہ میلاد کا جلوس تو بدعت اور اور 'دفاع پاکستان کانفرنس' کے نام سے جلسہ سنت ہو؟ ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث ہی دکھا دو کہ

میلاد کے جلوسوں میں جھنڈے لہرانے تو حرام ہوں اور ''دفاع پاکستان کانفرنس' یا کسی جلسے میں لشکر طیبہ، جماعۃ الدعوۃ' یا 'اسلامی جماعت' کے جھنڈوں کی چھاؤں کرنا عین کار ثواب ہو۔ کس قدر عجیب بات ہے اور سراسر نا انصافی ہے کہ جن کاموں سے اپنی جماعت اور لیڈروں کی شان بڑھتی ہے، وہ کام اس مقصد کے لئے تو جائز جبکہ جس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں، اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وعظمت کے لئے وہی امور نا جائز۔ آخر دوہرا معیار کیوں؟

باتیں تو بہت سی اور بھی عجیب ہیں، مثلاً یہ کہ مزارات اولیاء پہ حاضری کو شرک قرار دینے والے (جماعۃ الدعوۃ) مزار قائد (کراچی) پر جلسہ کر رہے ہیں، قیام پاکستان کو اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ کہنے والے (فضل الرحمن گروپ) دفاع پاکستان کے جلسے میں آرہے ہیں۔ 'سو سالہ جشن دیوبند' بھی کو یہ ماضی بعید کا حصہ نہیں۔ تاہم عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ یعنی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معترضین اسلام، اہل اسلام اور قرآن وحدیث سے مخلص نہیں۔ ان کے فکر وعمل میں تضاد ہے۔ ان کا مطمع نظر 'چندہ' ہے۔ ان کے پیش نظر انتشار امت ہے۔ ان کا نعرہ جہاد ہے اور واقعی جہاد ہی ہمارے مسائل کا حل ہے لیکن عقل حیران ہے کہ جہاد کے نام پر اکٹھا کیا گیا چندہ بد عقیدگی کا طوفان پیدا کرنے اور فکر گستاخ کو فروغ دینے والے نیز اولیائے کرام کی توہین پر مبنی رسالے 'الدعوۃ' کی بڑی تعداد میں اشاعت پر کیوں خرچ ہوتا ہے۔ قربانی کی کھالوں کو جہاد کے مقدس نام پر وصول کر کے ان کی فروخت سے ہونے والی خطیر رقم کو فرقہ واریت کی تعلیم دینے والے مدرسوں کے قیام پر کیوں صرف کیا جاتا ہے؟

مسلمان جہاد کے نعرے سے مرعوب ہو کر جو کثیر سرمایہ ان کی نذر کرتے ہیں، یہ اس سے موٹر سائیکلیں، بڑی گاڑیاں اور مہنگا اسلحہ لے کر پاکستان میں کیوں دندناتے پھرتے ہیں؟ اگر کشمیر میں یہ جہاد کر رہے ہیں تو یہاں کلاشنکوفیں لے کر قیمتی گاڑیوں میں پھرنے والے کون ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟

''امریکہ وبھارت کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے'' جیسے نعرے سن کر اور دیواروں پر لکھے دیکھ کر سادہ لوح مسلمان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور فوراً مال وزر دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن یقین کریں کہ ان کے کتنے ہی بڑے ایسے ہیں جن کے بچے امریکہ ویورپ میں بسلسلہ تعلیم یا روزگار قیام پذیر ہیں۔ بلکہ اسلام آباد میں مقیم شیران اسلام کے ایک صوبائی لیڈر نے ان کے ایک کیمپ میں اپنی آنکھوں کے ساتھ ان کے اسلحوں اور ذاتی استعمال کی اشیاء پر میڈان امریکہ اور میڈان انڈیا لکھا دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اندر کی کہانی کچھ اور ہے۔

بہر حال ہمارا مقصد بات کو پھیلانا نہیں تھا۔ غیر ارادی طور پر بات دور جا نکلی جو در اصل ایک زخمی دل کے احساسات تھے۔ ہمیں تو یہ کہنا تھا کہ ایمان ویقین کی گویا قحط سالی کے اس دور میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلسلے میں کیا جانے والا یہ اہتمام عین ایمان ہے اور اس ضمن میں امت کا بڑھتا ہوا ذوق وشوق خاصا اطمینان بخش اور سرور بخش ہے۔ دور حاضر کے شیاطین جو چاہیں کریں، رب تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ورفعنا لک ذکرک کا وعدہ فرما رکھا ہے اور امت میں میلاد منانے کا یہ جنون، قدرت کی طرف سے اسی رفعتِ ذکر کے سلسلہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور بڑھائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

☆☆☆

...... عظمت غوث پاک رضی اللہ عنہ ......

(حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ)

جمال حق تری صورت ہے یا غوث — جلال حق تری سیرت ہے یا غوث

تو عبدالقادرؒ و قدرت نما ہے — تو قدرت کا ، تری قدرت ہے ، یا غوث

تو ہے محبوب محبوب خدا کا — مرا ایماں تری الفت ہے یا غوث

تو در شاہوار مصطفیٰ ہے — رضائے حق تری قیمت ہے یا غوث

تو نور و خیر ہے خیر النساء کا — ہمیں مطلوب خیریت ہے یا غوث

علی شیر خدا کا شیر ہے تو — نشان قوت و ہمت ہے یا غوث

ترے سر پہ ہیں حسنین کریمین — تو ان کے حسن کی طلعت ہے یا غوث

ابو صالح کے دلبند گرامی — عجب تیری صلاحیت ہے یا غوث

تم ام الخیر کا لخت جگر ہے — تو خیریت تیری فطرت ہے یا غوث

تری بلکہ ترے حسب و نسب کی — مسلم عزت و عظمت ہے یا غوث

خدا و مصطفیٰ کا تو ہے محتاج — زمانے کو تری حاجت ہے یا غوث

پئے تو جس سے کا سات الوصال — وہ کیا میخانہ وحدت ہے یا غوث

ترے زیر نگیں افراد و اوتاد — نرالی تیری فردیت ہے یا غوث

قدم تیرا رقاب اولیاء پہ — مسلم یہ خصوصیت ہے یا غوث

چراغ حق ہے تو واللہ باللہ — تو دیں کی قوت و عزت ہے یا غوث

ترے ہر قول کی بنیاد الہام — ترا ہر حکم پر حکمت ہے یا غوث

ہیں نازاں تجھ پہ احمد بن حنبلؒ — تو ایسا سر حنفیت ہے یا غوث

تو باز اشہب چرخ ولایت — کسے انکار کی جرأت ہے یا غوث

کمال علم پر یہ حسن تقلید — عجب تائید سنیت ہے یا غوث

جہاں دیں ہے وہاں محی دیں بھی — تعالی اللہ کیا سنگت ہے یا غوث

مخالف مانتے ہیں غوث ثقلین — تو جن و انس کی حاجت ہے یا غوث

اسی کا نام تو ہے صبغۃ اللہ — جو دل کو دیتا تو رنگت ہے یا غوث

سکینہ سے اسے ہے خاص نسبت
عطا کرتا جو تو فرحت ہے یا غوث

زمانہ جس سے ہے مخمورو مسرور
ترے اسرار کی بہجت ہے یا غوث

خدا جنت کرے قربان جس پر
ترا دربار وہ جنت ہے یا غوث

سلاطین زمانہ کانپتے ہیں
وہ نام پاک کی ہیبت ہے یا غوث

ادب سے ہوں کھڑے لیں حکمنامہ
کہ نافذ تیری قطبیت ہے یا غوث

ہے لرزہ تابہ ایوان خلافت
یہ تیری دولت و صولت ہے یا غوث

سلامی کو زمانہ بھی ہو حاضر
یہ تیری شوکت و سطوت ہے یا غوث

تو ہے ابرکرم ، بحر کرامت
خدا نے بخشی کیا رفعت ہے یا غوث

سبھی ہیں معترف اپنے پرائے
تصرف میں یہ کیا جدت ہے یا غوث

باذنی کہہ کے مردے زندہ کرنا
مسیحائی کو بھی حیرت ہے یا غوث

بنانا قطب، وہ بھی ڈاکوؤں کو
ظہور شان صمدیت ہے یا غوث

نظرت الی بلاد اللہ جمعا
شہادت میں عجب وسعت ہے یا غوث

ترانا پھر سے ڈوبی کشتیوں کو
تجھے اس میں بھی کیا دقت ہے یا غوث

تری خلوت میں کیا ہے، کون دیکھے
کہ خیرہ کن تری جلوت ہے یا غوث

خطا و سہو سے بھی تو ہے محفوظ
کہ تجھ پہ مہرباں عصمت ہے یا غوث

……سیرت غوث پاک رضی اللہ عنہ……

تری سیرت میں اس کی جھلکیاں ہیں
جو عبدہ کی عبدیت ہے یا غوث

تو مظہر رحمۃ للعالمین ﷺ کا
سو بیشک پیکر رافت ہے یا غوث

فقیروں بینواؤں کا تو حامی
غریبوں پر تری شفقت ہے یا غوث

ضعیفوں بیکسوں کی دلنوازی
گھرانے کی ترے خصلت ہے یا غوث

تو وارث ہے ابوبکر و عمر کا
صداقت میں تری ہیبت ہے یا غوث

غنی کا اور علی کا فیض ہے تو
غنا میں کس قدر قوت ہے یا غوث

نہ چھوڑا روزۂ رمضان بھی جس میں
وہ کیا پیاری طفولیت ہے یا غوث

بنیں اک جملے سے رہزن بھی رہبر
وہ تیرے صدق کی برکت ہے یا غوث

تواضع میں بھی سب ولیوں سے آگے
سو یہ بھی راز فوقیت ہے یا غوث

بٹے شام و سحر پھر بھی نہ کم ہو
وہ تیری کثرت ثروت ہے یا غوث

ردِ منکران غوث پاک رضی اللہ عنہ

نصوص دین حق سرگرم ہر سو — پریشاں آج پھر ملت ہے یا غوث
خدا کے پاک بندوں سے لڑائی — یہی توحید نجدیت ہے یا غوث
وہابی کی طبیعت میں کہاں انس — اگر ہے تو بہیمت ہے یا غوث
ترا دشمن ترے نانا کا باغی — یہی کچھ اس کی ماہیت ہے یا غوث
نبی ﷺ کو کیوں نہ اپنا بھائی مانے — عدوئے شان غوثیت ہے یا غوث
خدا والوں کو بھی بے بس سمجھنا — ترے منکر کی الٹی مت ہے یا غوث
تجھے آواز دی تو شرک کیسا — کہ تو اللہ کی رحمت ہے یا غوث
عدو کج فہم ہے کیونکر وہ سمجھے — اسے تکفیر کی اک لت ہے یا غوث
نہ سمجھے بدعتی یہ راز ، ورنہ — ترا انکار بھی بدعت ہے یا غوث
روافض کی جماعت توبہ توبہ — یہ ملت میں نئی ملت ہے یا غوث
یہ دشمن دوستان مصطفی ﷺ کی — سراسر ظلمت و قسوت ہے یا غوث

ملک وملت کے حالات پر فریاد

رسول پاک ﷺ کی تعلیم سے دور — رسول پاک ﷺ کی امت ہے یا غوث
حمیت ہے نہ احسان تشخص — گھری خطرات میں ملت ہے یا غوث
ہوا پھر ایک بت محبوب و مقبول — وہ جس کا نا وطنیت ہے یا غوث
گھرا ہے قافلہ دشت بلا میں — جو رہبر ہے وہ بدنیت ہے یا غوث
تمام اعدا ہوئے یکجان و یکدل — یہاں پر باہمی نفرت ہے یا غوث
اخوت کا ملا تھا درس جس کو — وہ مومن درپئے نخوت ہے یا غوث
ہے اپنی اکثریت پر جو حاکم — وہ محکوم اقلیت ہے یا غوث
مسلط ہیں وطن پر آج وہ لوگ — جنہیں اسلام سے وحشت ہے یا غوث
معاذ اللہ یہ قرآں کے باغی — کھٹکتی ان کو بس سنت ہے یا غوث
فحاشی اور عیاشی کا داعی — یہ ٹولا تو نری لعنت ہے یا غوث
نہیں ہے پر خطر ان سے زیادہ — بلاؤں کی بھی گو کثرت ہے یا غوث
یہ ظاہر ہے ترے رب کی طرف سے — انہیں یہ مل رہی مہلت ہے یا غوث

نہ پاکستان ہی ، دنیائے اسلام — جہنم زار ہر کلفت ہے یا غوث
وہ بوسینا، یہ چیچنیا و کشمیر — جدھر دیکھو نئی آفت ہے یا غوث
لگے ہیں ہر طرف کشتوں کے پشتے — کہیں محفوظ کیا عفت ہے یا غوث
ہمیں کو مارنا ، قاتل بھی کہنا — یہ کیسی بن رہی درگت ہے یا غوث
تو محی الدین ہے ، دیں کو زندہ کرنا — ترا منصب ، تری عادت ہے یا غوث
پھلے پھولے جہاں میں دین قیم — یہ تو اک تری چاہت ہے یا غوث
خدا سے کر دعاء اسلام جیتے — ٹلے جو شورش و زحمت ہے یا غوث
مسلمانوں میں پھر ہو عشق بیدار — کہ یہ سب سے بڑی دولت ہے یا غوث
نہ رہنے پائے ان میں سر پھٹول — تنزل کی یہی علت ہے یا غوث
پھر اپنی قوم ہو بنیان مرصوص — یہ حاصل ہو تو کیا حاجت ہے یا غوث
توجہ سے ملا ان کے دلوں کو — کہ تو خود برکت و نصرت ہے یا غوث
تہی دامن رہیں پھر کیوں بھکاری — ترے افضال کی شہرت ہے یا غوث

......﴿التجاؤ استمداد برائے خود﴾......

مرا مایہ ، ترا سایہ رحمت — مری دولت تری نسبت ہے یا غوث
سوا تیرے کرے گا کون پورا — تمناؤں کی جو کثرت ہے یا غوث
پریشاں کر رہے ہیں نفس و شیطاں — مسلط قلب پر غفلت ہے یا غوث
نہ کٹ جائے کہیں لہو ولعب میں — میسر یہ جو کچھ فرصت ہے یا غوث
اٹھیں غفلت کے پردے ، دل ہو ہشیار — بڑی مدت سے یہ حسرت ہے یا غوث
دل و دیدہ بھی اس سے آشنا ہوں — جو تیری دید کی لذت ہے یا غوث
خدا کے فضل سے اس کو بنا دے — بہت بگڑی ہوئی قسمت ہے یا غوث
ترے آگے ہے رائی سے بھی کمتر — مری مشکل کا جو پربت ہے یا غوث
میں جیسا بھی سہی، پھر بھی ہوں تیرا — تو مرا والی نعمت ہے یا غوث
حبیبی، نقش لاثانی ، مرا شیخ — جو میرے دین کی زینت ہے یا غوث
تصدق اس کا کر نظر عنایت — یہی مقصود ہر مدحت ہے یا غوث
میں اس عابد کا صدقہ مانگتا ہوں — جو معمور غم حضر ہے یا غوث
یہ فیض قادریت ہے سراپا — یہ دربان در دولت ہے یا غوث
دو عالم میں رہے گا شاد آسی — اگر شامل تری رحمت ہے یا غوث

شہنشاہ بغداد حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

......﴿محقق دوراں جناب مفتی علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی مدنی﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ﴾

(سورۃ التوبہ آیت (۱۱۹) پارہ-۱۱-رکوع-۴)

معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے- اس ہی شاخ میں پھل پھول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو، وہ فرقہ اہل سنت جماعت ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل میں ہزار ہا اولیاء اللہ پیدا ہوئے مگر جب سے اُن کا دین منسوخ ہوا ولایت بند ہوگئی لہذا ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو اور اس فرقے میں رہو جس میں سچے لوگ ہیں (تفسیر نور العرفان ۳۲۷)

اسم شریف: سید عبد القادر رضی اللہ عنہ، کنیت ابو محمد۔ القاب: محی الدین، محبوب سبحانی، غوث اعظم، غوث الثقلین، پیر دستگیر۔

ولادت باسعادت: ۴۷۰ھ کو قصبہ جیلان نزد بغداد شریف، تاریخ وصال: ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ۔ عمر شریف: اکانوے سال۔ سلسلہ نسب: والد ماجد کی طرف سے سبط رسول حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سبط رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے

والد ماجد کی طرف سلسلہ نسب یوں ہے: سید عبد القادر بن ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبد اللہ بن سید یحییٰ بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ بن سید موسیٰ جون بن سید عبد اللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

والدہ ماجدہ کی طرف سلسلہ نسب یوں ہے: سید عبد القادر بن امۃ الجبار بنت سید عبد اللہ صومعی بن سید محمد بن سید جواد بن سید علی رضا بن سید موسیٰ کاظم بن سید جعفر صادق بن سید محمد باقر بن سید زین العابدین بن سید امام حسین بن سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

خاندان: آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا گھرانہ تھا۔ آپ کے نانا جان، دادا جان، والد ماجد، والدہ محترمہ، پھوپھی جان، بھائی اور صاحبزادگان سب اولیاء الرحمٰن تھے۔ اور صاحب کرامات ظاہرہ و باہرہ اور مالک مقامات علیا تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے خاندان کو اشراف کا خاندان کہتے تھے۔

آپ کے والدِ محترم حضرت ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ آپ جیلان شریف کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آپ کے لقب ,,جنگی دوست،، کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ خالصاً للہ، نفس کشی اور ریاضت شرعی میں فرد واحد تھے۔ نیکی کے کاموں کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے لئے مردِ دلیر تھے۔ اس معاملہ میں اپنی جان تک کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ آپ کا ایک واقعہ منقول ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دن آپ جامع مسجد کو جا رہے تھے کہ خلیفہ وقت کے چند ملازم شراب کے مٹکے نہایت ہی احتیاط سے سروں پر اٹھائے جا رہے تھے۔ آپ نے جب ان کی طرف دیکھا تو غصہ سے ان مٹکوں کو توڑ دیا۔ آپ کے تقدس اور بزرگی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جراءت نہ ہوئی۔ خلیفہ کے سامنے انہوں نے واقعہ کا اظہار کیا اور آپ کے خلاف خلیفہ کو ابھارا۔ خلیفہ نے کہا سید موسیٰ کو فوراً میرے دربار میں پیش کرو۔ آپ دربار میں تشریف لائے۔ خلیفہ اس وقت غیظ و غضب سے کرسی پر بیٹھا تھا۔ للکار کر کہتا ہے آپ کون تھے جنہوں نے میرے ملازمین کی محنت کو رائیگاں کر دیا۔ آپ نے فرمایا: میں محتسب ہوں میں نے اپنا فرضِ منصبی ادا

کیا ہے۔خلیفہ: آپ کس کے حکم سے محتسب مقرر کئے گئے ہیں۔؟ آپ نے فرمایا: جس کے حکم سے تم حکومت کر رہے ہو۔آپ کے اس ارشاد پر خلیفہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سر بزانو ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر عرض کرتا ہے۔حضور والا! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بڑھ کر مٹکوں کو توڑنے میں حکمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے حال پر شفقت کرتے ہوئے نیز تجھ کو دنیا اور آخرت کی رسوائی اور ذلت سے بچانے کی خاطر۔ خلیفہ پر آپ کی اس حکیمانہ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور متاثر ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں عرض گذار ہوا۔عالی جاہ آپ میری طرف سے بھی محتسب کے عہدے پر مامور ہیں۔آپ نے فرمایا: جب میں مامور عن الحق ہوں تو پھر مجھے مامور عن الخلق ہونے کی کیا پروا ہے۔اس دن سے آپ جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کرامت: آپ حضور سیدنا غوث اعظم کی پھوپھی جان تھیں۔آپ بہت بڑی عابدہ، زاہدہ اور عارفہ تھیں۔ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی کا قحط پڑا۔لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں۔نماز استسقاء بھی ادا کی مگر بارش نہ ہوئی۔آخر کار لوگوں نے آپ کی پھوپھی جان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم بارش نازل کرے۔تو آپ نے اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دیا اور بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا کہ یا الٰہی میں نے زمین کو صاف کر دیا ہے۔تو اس پر چھڑکاؤ کر دے۔آپ کے یہ عرض کرنے کی دیر تھی کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بارش میں بھیگے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے (بہجۃ الاسرار۔۸۹)

حضرت ابو صالح سید موسیٰ کا تقویٰ و طہارت: آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ شب زندہ دار عابد و زاہد اور متقی پرہیز گار تھے ہمہ وقت ذکر و اذکار میں مشغول رہتے تھے۔ایک روز لب دریا ذکر الٰہی میں مستغرق تھے اور شدت بھوک کا بھی غلبہ تھا، معاً دیکھا کہ ایک سیب دریا کی لہروں میں بہتا آرہا ہے۔آگے بڑھ کر اٹھایا اور عجلت میں نوش جان کر لیا کچھ دیر بعد خیال ہوا کہ یہ سیب نہ جانے کس کا تھا، بغیر اجازت کھا لیا ہے اگر اس پر آخرت میں باز پرس ہوئی تو کیا جواب ہوگا۔سوچتے سوچتے خوف خدا اتنا غالب ہوا کہ سیب کے مالک کو تلاش کرنے چل پڑے، چلتے چلتے آخر کار ایسی جگہ پر پہنچے جہاں دریا کے کنارے ایک سیب کے باغ کی پھلدار ٹہنیاں دریا پر جھکی ہوئی تھیں۔یقین آیا کہ وہ سیب اسی باغ کا تھا۔باغ کے مالک عبد اللہ صومعی کو تلاش کیا اور تمام ماجرا عرض کر کے التجا کی کہ سیب کا استعمال معاف کر دیا جائے،، انہوں نے سوچا کہ جس شخص کے تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ دریا میں بہتے سیب کو بخشوانے کے لئے اتنا لمبا سفر کیا یہ معمولی انسان نہیں۔انہوں نے پوری سنجیدگی سے فرمایا،، برخوردار! بیشک بغیر اجازت تمہیں سیب کھانا جائز نہ تھا اور وہ سیب میرے باغ کا اور میری ملکیت تھا، اب اگر تمہاری خواہش ہے کہ میں تمہیں بغیر اجازت کھایا گیا سیب معاف کر دوں تو یہ معافی مشروط ہوگی،، حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ تو معافی کے لئے بے تاب تھے اور آخرت کی باز پرس کا خوف غالب تھا۔فوراً کہا کہ،، مجھے ہر شرط منظور ہے،، حضرت عبد اللہ صومعی نے فرمایا کہ،، تمہیں کچھ عرصہ میری خدمت میں رہنا ہوگا اور میری ایک بیٹی سے نکاح کرنا ہوگا جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لنجی، کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے۔،، آپ کو معافی حاصل کرنے کی اتنی دھن تھی کہ عرض کیا،، مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے،،۔

والدہ ماجدہ کا تقویٰ: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جب آپ نے خدمت کی شرط پوری کرنے کے بعد شادی کی شرط کی بجا آوری کے لئے ایک اپاہج و معذور لڑکی سے عقد قبول کر لیا اور حجلہ عروسی میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں ایک حسین و جمیل سالم الاعضا لڑکی بیٹھی ہے۔آپ معاً اس خیال سے فوراً باہر آگئے کہ یہ کوئی اور عورت ہے۔جب تک یہ تصدیق نہ ہو جائے کہ یہ وہی لڑکی ہے جس سے میرا نکاح ہوا ہے اس کے قریب نہ جانا چاہئے۔آپ پیچھے پلٹے ہی تھے کہ حضرت عبد اللہ صومعی سے ملاقات ہو گئی۔عرض کیا،، نا معلوم یہ کون عورت ہے کہ اس میں وہ

نشانیاں نہیں جو آپ نے بتائی تھیں،،۔ آپ نے فرمایا وہی تمہاری بیوی ہے اور جو نشانیاں میں نے تمہیں بتائی تھیں وہ غلط نہ تھیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ وہ آنکھوں سے اندھی ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی نظر آج تک کسی غیر محرم پر نہیں پڑی۔ تبھی اس لئے کہا تھا کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم سے مس نہیں ہوا لنگڑی اس لئے بتایا تھا کہ اس کا قدم کسی غلط کام کی طرف نہیں اٹھا، بہری اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کوئی خلاف شرع بات نہیں سنی۔ سبحان اللہ حضرت غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ کتنی پاکباز خاتون تھیں اور والد ماجد ابو صالح کتنے پرہیز گار تھے۔ کاش آج کل کے والدین اس مقدس جوڑے کے نقشِ قدم پر چلیں تو ان کی اولاد بھی نیک صالح ہو مگر اب تو حال یہ ہے کہ دخترِ نیک اختر کے

دل کے اندر چراغ انگریزی
سر کے اندر دماغ انگریزی
چال انگریزی ڈھال انگریزی
جسم کا ہے ہر بال انگریزی
سینے کو تانے چلی رہی
زمیں بارِ عصیاں سے تھرا رہی ہے

بہو، بیٹیو، ماں، بہنو سنبھل جاؤ۔ وقت کی بے غیرت آندھی سے بچ جاؤ۔ اپنے آپ اور اپنی اولاد کو معاشرتی برائیوں سے بچالو۔ بے پردگی، بے حیائی، ٹی وی کے ڈراموں، وی سی آر، کیبل کی گندگیوں سے خود بھی بچو اور اولادوں کو بھی بچاؤ۔ آنے والی نسل اور ملک وقوم کی بہتری کے لئے بنت حاضر کو ان آلائشوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

دعا ہے یاالٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے
گود ماں دی اے درس گاہ پہلی
ایتھوں زندگی دا نصب العین بن دا
ایتھوں داتا ، خواجہ تے فرید بن کے
دکھی دلاں دے واسطے چین بن دا
ماں جے شرم و حیا دی ہووے پیکر
تے فیر پتر وی غوث الثقلین بن دا
جے ماں خاتونِ جنت ہووے صابر
تے فیر لال وی سخی حسین بن دا

شب ولادت بشارت: محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد ماجد ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ نے آپ کی ولادت کی شب نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿یا ابا صالح اعطاك الله ابنا وهو ولی ومحبوبی ومحبوب الله تعالیٰ وسیکون له شان فی الا ولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء و الرسل۔ اے ابو صالح اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند عطا کیا ہے، جو میرا

دوست میرا محبوب اور اللہ کا بھی محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ہوگی جو انبیاء اور مرسلین میں میری شان ہے۔

(طبقات کبریٰ ج ۱ص ۱۲۶ ،بہجۃ الاسرار ص ۸۹)

غوث اعظم در میان او لیاء   چوں محمد درمیان انبیاء
غوث اعظم محمد کا محبوب ہے   غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے   غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے
سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی   مہر ان کے قدم کی لگائی گئی
چاہے او تاد ہو چاہے ابدال ہو   میرے غوث اعظم کا مدح خوان ہے

آپ کے شانہ مبارک کے درمیان سرکار دو عالم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ آپ کی ولادت ماہ رمضان میں ہوئی اور پہلے ہی دن سے روزہ رکھا۔ سحری سے لے کر افطاری تک آپ والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ (طبقات کبریٰ ج ۱ص ۱۲۶ ،بہجۃ الاسرار ص ۸۹)

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماہ کا دودھ ماہِ رمضان میں
رہے پابند احکام شریعت ابتداء ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

ولی کی پہچان: ولی کی علامت ایمان اور تقویٰ ہے بدعقیدہ اور بدعمل ولی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کے خدا یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی سے چلیں دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے پاک لوگوں میں عیب ڈھونڈنے والے۔ (مسند احمد حدیث (۱۷۵۲۷) مشکاۃ کتاب الاداب حدیث: ۴۸۷۱- مراۃ شرح مشکاۃ ج ۶/ ۴۸۲) بعض لوگوں کے چہروں پر انوار ربانی تجلیات رحمانی ظاہر ہوتی ہیں اُن کے اعمال افعال سنت کے مطابق ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر مومنوں کے ایمان تازہ ہوجاتے ہیں

حکایت: ایک مرتبہ شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ عراق کے بے آب وگیاہ صحرا میں مصروف عبادت تھے آپ کو ایک روشنی نظر آئی جو تمام صحرا میں پھیل گئی اور وہ روشنی ایک عجیب وغریب صورت میں متشکل ہوگئی اس سے آواز آئی۔ اے عبدالقادر! کیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں وہی ہوں جس کو پانے کے لیے تم اتنی محنت مشقت کر رہے ہو یعنی تیرا اور کل کائنات کا پروردگار اللہ۔ او میری رضا کے طالب! میں نے تیرے ریاضت ومجاہدہ کو دیکھا دن کے وقت تیرے روزوں کو دیکھا اور رات تیری مناجاتوں اور سجدوں کو دیکھا اب میں تجھ سے راضی ہوں اور میری طرف سے نوید سُن لے میں نے تجھے عبادت کی تکلیف سے آزاد کر دیا ہے اب میں نے تمھیں نماز معاف کر دی اور وہ امور جو دوسروں کے لیے حرام تھے وہ میں نے تیرے لیے حلال کر دیئے۔ آپ کے دل سے آواز آئی یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میرے نانا تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی مقرب بارگاہ الٰہی نہیں ہوسکتا ان پر تو پانچ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی فرض ہو اور میرے لیے نمازیں معاف ہوجائیں۔ ہو نہ ہو یہ سب ابلیس لعین کا فریب ہے آپ نے فوراً پڑھا ﴿اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم﴾ اس صورت کی چیخیں نکل گئیں اور دھواں کی صورت اختیار کرگئی اور آواز آئی اے عبدالقادر تجھ سے قبل اس مقام پر پہنچے ہوئے کئی افراد کو میں گمراہ کرچکا ہوں تجھے تیرا علم بچا گیا آپ نے ارشاد فرمایا: اے مردود! تو پھر باز نہیں آیا اگر علم کسی کو گمراہی سے بچا سکتا۔ تو سب

سے پہلے تجھے بچاتا۔ مجھے تو میرے رب کے فضل نے بچایا ہے(بہجۃ الاسرار)

پڑھی لاحول اور شیطاں کے دھوکے کو کیا غارت
علم و فضل سے وہ نور چمکا غوث اعظم کا

معلوم ہوا کہ لوگوں کو نمازیں معاف کرنے والے اسی کے چیلے ہیں اب شیطان کے ایجنٹوں کی پہچان آسان ہوگئی جب بھی کسی دو نمبر پیر کو دیکھو کہ وہ نماز کا تارک ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ نماز کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ ہرگز پیر نہیں نہ تو اس کی بیعت کرنا جائز ہے اور نہ اسے گھر میں بلانا جائز ہے اللہ والے وہ ہوتے ہیں جو بے نمازیوں کو نمازی بنا دیتے ہیں گناہگاروں کو نیک اور چوروں کو ولی بنا دیتے ہیں اور جنہیں دیکھ کر ہی خدا آ جاتا ہے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
اس نے چوروں کو دیکھا ولی کردیا
پر خطاؤں کو قطب جلی کردیا
غوثِ اعظم کی ہر نظر کیمیا
اس کا فرمان خالق کا فرمان ہے

بدعقیدہ قاتل کی سزا: حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے طویل عرصے کے بعد ہندوستان میں رونما ہونے والا ایک ایمان افروز واقعہ پڑھیے اور جھومئے۔ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت کا واقعہ ہے۔ ایک نام نہاد مسلمان جو کرامات اولیاء کا منکر تھا شومئی قسمت سے ایک شادی شدہ خاتون ہندوانی کو دل دے بیٹھا۔ ایک بار ہندو اپنی بیوی کو میکے پہنچانے کے لئے گھر سے باہر نکلا اُدھر اس بد بخت عاشق پر شہوت کا غلبہ ہوا۔ چنانچہ اس نے ان کا پیچھا کیا اور ایک سنسان مقام پر اس نے دونوں کو گھیر لیا، وہ دونوں پیدل تھے اور یہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے سواری کی پیشکش کی مگر ہندو نے انکار کیا، وہ اصرار کرنے لگا کہ اچھا عورت ہی کو پیچھے بیٹھنے کی اجازت دے دو کہ یہ بیچاری تھک جائے گی۔ ہندو کو اس کی نیت پر شبہ ہو چلا تھا، لہذا اس نے کہا، تم ضمانت دو کہ کسی قسم کی خیانت کے بغیر میری بیوی کو منزل پر پہنچا دو گے۔ اس نے کہا کہ یہاں جنگل میں ضامن کہاں سے لاؤں؟ عورت بول اٹھی ،، مسلمان گیارھویں والے پیر صاحب کو بہت مانتے ہیں تم انہیں کی ضمانت دے دو،، وہ اگرچہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات کا قائل نہیں تھا مگر یہ سوچ کر کہ ہاں کہہ دینے میں کیا جاتا ہے اس نے ہاں کہہ دی۔ جوں ہی عورت گھوڑے پر سوار ہوئی اس ظالم نے تلوار سے اس کے شوہر کی گردن اڑا دی اور گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ عورت غم سے نڈھال اور سہمی ہوئی بار بار مڑ کر پیچھے دیکھے جا رہی تھی۔ اس نے کہا بار بار پیچھے دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، تمہارا شوہر واپس نہیں آ سکتا۔ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا، میں تو بڑے پیر صاحب کو دیکھ رہی ہوں۔ اس نے اس پر قہقہہ لگا کر کہا کہ بڑے پیر صاحب کو تو فوت ہوئے سو سال گذر چکے ہیں اب بھلا وہ کہاں سے آسکتے ہیں! اتنا کہنا تھا کہ اچانک دو بزرگ نمودار ہوئے ان میں سے ایک نے بڑھ کر تلوار سے اس بدعقیدہ عاشق کا سر اڑا دیا۔ پھر عورت کو بمع گھوڑا اس جگہ لائے جہاں وہ ہندو کٹا ہوا پڑا تھا۔ دونوں میں سے ایک بزرگ نے کٹا ہوا سر دھڑ سے ملا کر کہا ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ ہندو اسی وقت زندہ ہو گیا۔ وہ دونوں بزرگ غائب ہو گئے۔ یہ دونوں میاں بیوی گھوڑے پر سوار ہو کر بخیریت گھر لوٹ گئے۔ مقتول کے وارثوں نے گھوڑا پہچان کر رنجیت سنگھ کی

کورٹ میں دونوں میاں بیوی پر کیس کر دیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے شاید ان لوگوں نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ پیشی ہوئی۔ ان میاں بیوی نے جنگل کا سارا واقعہ کہہ سنایا اور کہا کہ ان دونوں بزرگوں میں سے ایک بزرگ یہاں کے مشہور مجذوب گل محمد شاہ صاحب کے ہم شکل تھے۔ چنانچہ ان مجذوب بزرگ کو بلوایا گیا۔ وہ تشریف لے آئے اور انہوں نے آتے ہی اول تا آخر سارا واقعہ لفظ بلفظ بیان کر دیا۔ لوگ حضور غوث اعظم کی یہ زندہ کرامت سن کر عش عش کر اٹھے۔ رنجیت سنگھ نے مقدمہ خارج کرتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو انعام واکرام دے کر رخصت کیا۔ (الحقائق فی الحدائق)

الاماں قہر ہے یا غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

اولیاء اللہ کا نام لینے سے کافروں کو دولتِ ایمان نصیب ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے لئے دافع البلا بن جاتے ہیں

پیر طریقت رہبر شریعت حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۹۲۷ء کا واقعہ ہے میں نے اس کو ارشادات صوفیاء میں پڑھا اور لکھنے والے ہیں مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیر و مرشد کے استاد بھی تھے۔ اور حضور شہنشاہ لاثانی کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ علاقہ پسرور میں ایک گاؤں میں معزز ہندو خاندان تھے۔ ان کی جوان بیٹی کو کوئی حاجت پیش آئی لیکن وہ کسی کو بتا نہیں سکتی تھی گھر والوں کو بھی نہیں، کسی اور کو بھی نہیں۔ مسجد کے مولوی صاحب کے پاس آئی کہنے لگی حضرت میں کچھ مجبور ہوں۔ مہربانی فرمایئے اور مجھے میری پریشانی کا حل بتایئے مولانا فرمانے لگے رات کو جب تو اپنے بستر کی طرف جاتی ہے تو منہ دھولیا کر اور بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چند دفعہ کہا کرو "یاغوث اعظم المدد"، اس نے مولوی صاحب کی ہدایت پر عمل کیا چند دن یہ وظیفہ کیا، اللہ نے مہربانی فرمائی کام بن گیا۔ لیکن اس وظیفے کے ساتھ اس کو ایسا سکون ملتا تھا کہ کام ہونے کے بعد بھی اس نے یہ وظیفہ نہیں چھوڑا۔ ایک دفعہ رات کو ایک نہایت نورانی بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے تو مسلمان ہو جا۔ کہنے لگی آپ کون ہیں؟ فرمایا جس کو تو ہر روز یاد کرتی ہے۔ میں وہی ہوں، میں عبدالقادر جیلانی جس لوگ غوث اعظم کہتے ہیں میں وہی ہوں تو جو میرا نام لیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز بھی میں تیری مدد کروں لیکن اس کے لئے ایمان شرط ہے۔ تیری شفاعت نہیں ہو سکتی جب تک تو ایمان قبول نہ کرے۔

تو اس نے کہا ٹھیک ہو جاؤں گی۔ جب صبح اٹھی تو گھر والے سامنے ہیں۔ بھائی سامنے ہیں۔ خاندان کا عزت و وقار سامنے ہے۔ مسلمان ہونے کی جراءت نہ ہوئی۔ دوسری رات آپ پھر تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تو نے وعدہ کیا تھا مسلمان ہونے کا، کیوں نہیں ہوئی کہنے لگی صبح ہو جاؤں گی، اگلے دن وہ پھر مسلمان نہ ہوئی ڈر گئی۔ والدین سے ماحول سے اور یہ لوگ بڑے متعصب تھے، اپنی اولاد کو مار بھی دیتے تھے، تیسری رات حضور غوث پاک تشریف لائے تو ہاتھ میں تلوار تھی۔ فرمایا: تو مسلمان ہونا نہیں چاہتی میں تجھے مار دوں گا کہنے لگی آج مجھے آخری چانس دے دیں میں صبح ضرور مسلمان ہو جاؤں گی۔ وہ انہی مولوی صاحب کے پاس آئی اور مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا اس طریقے سے وہ نام جو آپ نے مجھے بتایا تھا مہربان ہیں۔ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی میں تیری مدد کروں گا تم نے میرا نام جو لیا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے ٹھیک ہے کلمہ پڑھا دیتا ہوں لیکن فی الحال اپنے آپ کو ظاہر نہ کرو جس دن جمعہ ہوگا یہاں کئی دیہات کے لوگ آئیں گے ان کے سامنے آکر کہنا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اور پھر کسی طالب علم کے ساتھ تمہارا نکاح بھی کر دیا جائے گا، چنانچہ اس طریقے وہ مسلمان ہوئی نکاح بھی کر دیا گیا اب اس کے بعد صورت حال یہ تھی کہ جو بیمار بھی اس کے پاس آتا یا کسی بھی مصیبت میں گرفتار ہوتا۔ وہ پانی کا گلاس لیتی اس پر اس طرح کہتی "یاغوثِ اعظم المدد"، اللہ مہربانی

فرمادیتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلْاَبْدَالُ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ﴾ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی شریف) اللہ کے نبی کا وعدہ اللہ کا وعدہ ہے اس لئے یہ حضور کا ہی فرمان نہیں اللہ کا بھی فرمان ہے۔

میں علی پور شریف میں حاضر تھا۔ ہمارے دربار شریف میں اس زمانہ میں ایک باباجی ہوتے تھے، شیر محمد وہ تعویذ لکھا کرتے تھے۔ میں نے یہ واقعہ سنایا تو کہنے لگے ہاں میں اس خاتون کو بھی جانتا ہوں اس کے گاؤں کو بھی جانتا ہوں۔ (ماہنامہ الحقیقہ بابت مئی ۲۰۰۷ء)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

حضور غوث پاک باذن اللہ حاجت روا ہیں: حضور غوث پاک سے مدد مانگنے کا مطلب کیا ہے یعنی آپ کے وسیلہ سے کوئی حاجت طلب کرنا یا آپ سے درخواست کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ کی بارگاہ میں اس حاجت کے لئے دعا فرمادیں یہ بالکل جائز اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿اِذَا سَاَلْتُمُ اللہَ حَاجَةً فَاسْئَلُوْهُ بِی﴾ جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) ﴿مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ﴾ یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا ﴿وَمَنْ نَادَانِی بِاسْمِیْ فِی شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ﴾ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی ﴿وَمَنْ تَوَسَّلَ بِی اِلَی اللہِ فِی حَاجَةٍ قُضِيَتْ.﴾ اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر اسی جگہ فرماتے ہیں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۱-۱۱ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر (۱۱) بار صلاۃ وسلام پڑھے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے اللہ کے اذن سے اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر یہ شعر پڑھے

اَیُدْرِکُنِی ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِی
وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِی
وَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحِمٰی وَهُوَ مُنْجِدِی
اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِی

اس نماز کو امام شمس الدین ذہبی اور امام جزری کے استاذ علامہ علی بن یوسف الشطنوفی نے ,,بہجۃ الاسرار،، میں اور علامہ محمد بن یحیٰ التاذفی نے ,,قلائد الجواہر،، میں اور شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے ,,زبدۃ الأسرار،، میں اور شارح مشکاۃ محدث کبیر مولانا علی قاری نے اپنی کتاب ,,نزہۃ الخاطر الفاتر فی سیدی الشریف عبدالقادر،، میں نقل کیا ہے پھر مولانا علی قاری فرماتے ہیں ﴿وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ﴾ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا تو درست نکلا۔

اولیاء کرام دفع البلا ہوتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنِّی لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِی وَالْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِی عَنْهُمْ﴾ میں زمین

والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میری خاطر آپس محبت کرنے والوں اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔ (جامع صغیر ، والدیلمی بیہقی الاوالعلی ص:۵۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلائیں دور کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

اولیاء کرام کو دافع البلاء، حاجت روا، مشکل کشا کہنا شرک و بدعت نہیں: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الادواءِ﴾ وہ لڑکا (ولی) مادرزاد اندھے اور برص والے اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔ (مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵)

مادرزاد اندھا ہونا ایک مصیبت ہے اور مصیبت دور کرنا اللہ کا کام ہے لیکن یہاں نبی کریم ﷺ فرما رہے وہ ولی یہ مصیبتیں اور مشکلات دور کرتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سبب کی طرف نسبت کر کے اس کو مشکل کشا (مشکلیں کھولنے والا) دافع البلاء (بلائیں دور کرنے والا) کہنا بالکل جائز ہے۔ جب بنی اسرائیل کے ولی مشکل کشا ہو سکتے ہیں تو حضور غوث پاک بھی مشکل کشا، حاجت روا ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل اور اس امت کے ولی تمام ولیوں سے افضل اور ہمارے آقا تمام انبیاء کرام سے افضل۔ اور یہ حدیث بھی صحیح اور صحاح ستہ کی ہے۔ پھر ہم کیوں نہ کہیں

خلق سے اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

زبدۃ العارفین حضرت علامہ شطنوفی (متوفی ۷۱۳ھ) کا عقیدہ: فرماتے ہیں: میں نے پہلے زمانہ کے مشائخ کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ چار بزرگ ایسے ہیں جو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ بقاء بن بطو، شیخ ابوسعد قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) (بزرگوں کے عقیدے ص ۴۶)

مفلوج اور اندھا شفایاب ہوگیا: مہلک اور لاعلاج مریضوں کو بھی آپ کی کرامتوں سے اکثر شفا مل جاتی تھی۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ بغداد کے مشہور تاجر ابو غالب نے حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت آپ کے نانا جان رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہئے اور میں آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا اچھا میں آؤں گا۔ جب اس کے مکان پر پہنچے تو عراق کے بڑے بڑے علماء و مشائخ پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ انواع و اقسام کے کھانے دستر خوان پر چنے گئے۔ پھر لوگوں نے ایک بند ٹوکرا لا کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ میزبان نے شیخ سے عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے۔ نہ خود کھانا شروع کیا نہ کسی کو اجازت دی۔ چنانچہ کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹوکرا میرے سامنے لا کر کھولو جب ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں ابو غالب تاجر کا مادرزاد اندھا اور فالج زدہ لڑکا بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ ﴿قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ شیخ کے فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی۔ حاضرین مجلس میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور نعرے لگانے لگے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بغیر کچھ کھائے پیئے اس ہجوم سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت شیخ ابوسعید قیلوی نے فرمایا ﴿ الشیخ عبد

القادر يُبْرِیءُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ ويُحْيِي الْمَوتَى بِإِذْنِ الله ﴾ ہاں شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص۶۳، بزرگوں کے عقیدے ص۲۷) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس واقعے سے اپنا عقیدہ ثابت کردیا کہ ایک شخص جو لنجا، مادرزاد اندھا اور فالج زدہ ہوا سے بھی بیک زبان تندرست کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔

شفا پاتے ہیں صد ہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوث اعظم کا

حضور غوث پاک کے مدرسہ کی برکت سے عذاب قبر معاف کردیا گیا: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو قیامت کے دن اس کے عذاب سے تخفیف ہوگی۔ (طبقات الکبری، بہجۃ الاسرار) ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے وہ خواب میں مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں تم حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعا کراؤ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گذرا تھا اس نے بتایا: ہاں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔ دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش وخرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہے اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کردیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کرو۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ﴿ اِنَّ رَبِّي عزوجل قَدْ وَعَدَنِي اَنْ يُخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ كُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلَى بابِ مَدْرَسَتِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ بیشک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو میں اس کے عذاب میں تخفیف کردوں گا۔ (بہجۃ الاسرار ص۱۰۱)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں: ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے مدرسہ کے اردگرد جو گھاس ہے اس کو گڑ کرا و پر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفا دے گا۔ نیز فرمایا ﴿ مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ مَدْرَسَتِنَا قَطْرَةً يَشْفِيْهِ اللهُ ﴾ جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پئے گا اس کو بھی شفا حاصل ہوگی لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو ان کو شفا کامل حاصل ہوگئی پھر اس کے بعد دوبارہ آپ کے عہد میں طاعون کی وباء قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر ص۳۲)

اولیاء کرام سے مدد مانگنا انبیاء کرام کی سنت ہے شرک وبدعت نہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا: ﴿ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ ﴾ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو (النمل ۳۸) بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگنا جائز ہے اور مافوق الاسباب مدد مانگنا شرک ہے اگر ان کی یہ منطق درست تسلیم کرلی جائے تو پھر انبیاء کرام بھی اس فتویٰ سے محفوظ نہیں رہتے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ تحت الاسباب اور فوق الاسباب کی قیدیں ایجاد بندہ ہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے مافوق الاسباب مدد مانگی ہے۔

اولیاء کرام سے حاجتیں طلب کرنے کا حکم: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ﴿ اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ اِلَى ذَوِي الرَّحْمَةِ مِنْ اُمَّتِي تُرْزَقُوا وَتُفْلِحُوْا فَاِنَّ فِيْهِمْ رَحْمَتِي ﴾ میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان میں میری رحمت ہے۔ (جامع صغیر طبرانی، الامن والعلی ص۱۶۱)

﴿یاعلی یاغوث کے نعرہ کا جواز﴾

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَھُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لایَرَاھُم﴾ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو،

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے

رواہ الطبرانی وابن السنی، کتاب الاذکار از امام نووی ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۲۷) الامن والعلی ص ۱۵۴)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ لگانا یا علی مدد یا غوث اعظم کہنا بالکل جائز ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ نعرہ حیدری نعرہ تحقیق کے بعد لگے گا قرآن میں یہی ترتیب ہے نبیوں کے بعد صدیقوں کا مقام ہے پھر شہیدوں کا۔ اگر ہم اس ترتیب کو چھوڑ کر نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگائیں تو عملی طور پر ہم نے شیعوں کا عقیدہ خلافت بلافصل والا قبول کرلیا۔

سردار وہابیہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد کا فیصلہ ﴿یارسول اللہ یاعلی اور یاغوث کہنا جائز ہے﴾

دعا کے دو معنی ہیں شرعی اور لغوی: دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے اور یہی ان آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنی میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لئے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے یا فوت شدہ کو برابر ہے (۱) نابینا کی حدیث میں ہے ﴿یامحمد اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی﴾ (۲) دوسری حدیث میں ہے ﴿یا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی﴾ (۳) حضرت ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا وا محمداہ (۴) جب روم کے بادشاہ نے مسلمانوں کو نصرانیت کی دعوت دی تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا ﴿یا محمداہ﴾ اگر پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو عوام الناس کہتے ہیں یعنی یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث تو اکیلی اس ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو ﴿یا فلان بن فلان﴾ کہہ کر پکارا تھا۔ (ہدیۃ المہدی اردو ص ۴۹-۵۰ عربی)

اولیاء کو مقام ,,کن،، عطا ہوتا ہے:

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود اپنی تصنیف ,,فتوح الغیب،، میں مقام تحریر فرماتے ہیں: اولیاء اور ابدال کو مقام تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔ ﴿یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا انا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں، ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کردوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو جا! تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ص ۱۰۹ مقالہ نمبر ۱۶) اسی حدیث قدسی کی تشریح میں چند کرامات ملاحظہ فرمائیں

مرغی زندہ کردی:

علامہ شطنوفی محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: کہ ایک عورت حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے۔ اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہو کر اس کو اللہ اور پھر آپ کی سپردگی میں

دیتی ہوں۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی عرض قبول فرمائی اور اس کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی ماں اپنے بچے کو ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہو گیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں، جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ اس وقت حضرت نے ان ہڈیوں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور فرمایا: ﴿ قُوْمِی بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ آپ کے اس حکم پر فوراً وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلائی۔ پھر آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿ اِذا صار ابنُكِ ھکذا فلیأکل ما شاء ﴾ یعنی جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو چاہے کھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۵) (فتاوی حدیثیہ للعلامہ ابن حجر مکی ص ۹۳)

اس واقعہ کو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی ,, کتاب التذکیر ،، حصہ سوم ص ۱۱۸ - اور ,, افاضات الیومیہ ،، ج ۱ ص ۲۲۳) پر درج کیا ہے۔

مردہ زندہ کر دیا: اسرار الطالبین میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک محلہ سے گذر رہے تھے کہ ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کیا کہ حضور والا! یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد ﷺ سے افضل ہیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ہمارے نبی ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ یہ سن کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل کیا ہے؟ تو عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نبی نہیں ہوں بلکہ حضرت محمد ﷺ کا ایک تابعدار غلام ہوں اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو کیا تم ہمارے نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ گے؟ تو عیسائی نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا تم مجھے بہت قبر دکھاؤ تو اس نے آپ کو بہت پرانی قبر دکھائی تو آپ نے فرمایا: یہ صاحب قبر دنیا میں گویا تھا۔ اگر تو چاہے تو یہ قبر سے گاتا ہوا اٹھے تو میں تمہارے لئے یہ بھی کر سکتا ہوں۔ پھر آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ پس قبر شق ہوئی اور مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکل آیا۔ جب عیسائی نے یہ کرامت دیکھی تو وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ (تفریح الخاطر ص ۱۶) اسی لئے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿ وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی ﴾ میں اگر اپنا راز کسی مری ہوئی لاش پر ڈال دوں تو یقیناً وہ مولی تعالی کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جائے گی۔

وہ کہہ کر قُمْ بِاِذْنِ اللهِ جلا دیتے ہیں مردوں کو
بہت مشہور ہے احیا موتٰی غوث اعظم کا

ستر بار احتلام:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ایک ہی رات میں نئی نئی عورت کے سبب ستر بار مُحتَلِمْ ہوا۔ صبح غسل سے فارغ ہو کر اپنی پریشانی کی فریاد لے کر اپنے مرشد کریم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے آپ نے خود ہی فرمایا: رات کے واقعہ سے مت گھبراؤ میں نے رات کو لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو تمہارے بارے میں ستر مختلف عورتوں کے ساتھ زنا مقدر تھا۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان گناہوں سے تیری حفاظت فرمائے۔ چنانچہ ان سارے واقعات کو خواب میں احتلام کی صورت میں بدل دیا گیا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۹۳)

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مرید ہونے کا فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کامل کی بیعت ضرور کرنی چاہئے کہ پیر کی توجہ سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور بعض اوقات بڑی آفت چھوٹی آفت سے بدل کر رہ جاتی ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بہت بڑا رجسٹر دیا گیا جس میں میرے مصاحبوں اور میرے قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام درج تھے اور کہا گیا کہ یہ سارے افراد تمہارے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے داروغہ جہنم سے پوچھا، کیا جہنم میں میرا کوئی مرید بھی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ وَعِزَّةِ اللّٰهِ اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِی كَالسَّمَاءِ عَلَی الارضِ اِنْ لَمْ یَكُنْ مُرِیْدِی جَیِّدٌ فَاَنَا جَیِّدٌ ﴾ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ کی بارگاہ میں تو عالی مرتبہ ہوں۔ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم! میں اس وقت تک اپنے رب عزوجل کی بارگاہ سے نہ ہٹوں گا جب تک اپنے ایک ایک مرید کو داخل جنت نہ کرلوں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۰)

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا
اس نشانی کے جو سگ نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

سلسلہ قادریہ کی فضیلت:

حضرت شیخ عمر البزاز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ضَمِنَ الشَّیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ لِمُرِیْدِیْهِ اِلٰی یَوْمِ القیامةِ اَنْ لَا یَمُوْتَ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلَّا عَلٰی توبة ﴾ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر توبہ نہیں مرے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۹۹) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ لو اِنْكَشَفَتْ عَوْرَةُ لِمُرِیْدِیْ بِالْمَغْرِبِ وَاَنَا بِالْمَشْرِقِ لَسَتَرْتُهَا ﴾ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کی پردہ پوشی کردوں گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۹۹)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ اَنَا لِكُلِّ مَنْ عَثَرَ بِهٖ مَرْكَبُهٗ مِنْ اَصْحَابِیْ وَمُرِیْدِیْ وَمُحِبِّیْ اِلٰی یَوْمِ القیامةِ آخِذٌ بِیَدِهٖ ﴾ قیامت تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں میں سے کسی کو اس کی سواری گرادے تو میں اس کا ہاتھ پکڑلوں گا۔ (قلائد الجواہر ص ۱۷)

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو
مگر کیا سب سے اونچا پھریرا غوث اعظم کا

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

عظیم الشان کرامت:

ابوالمظفر حسن نامی ایک تاجر نے حضرت سیدنا شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی حضور! میں تجارت کے لئے قافلہ کے ہمراہ ملکِ شام جارہا ہوں۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم اپنا سفر ملتوی کردو، اگر گئے تو ڈاکو تمہارا مال لوٹ لیں گے اور تمہیں قتل بھی کردیں گے،، تاجر یہ سن کر بڑا پریشان ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں واپس آرہا تھا کہ راستے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مل گئے۔ پوچھا کیوں پریشان ہو؟ اس نے سارا واقعہ سنادیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پریشان نہ ہو شوق سے ملکِ شام کا سفر کرو۔ انشاء اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ قافلے کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اسے کاروبار میں بہت نفع ہوا۔ وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لے کر،، حلب،، پہنچا۔ اتفاقاً وہ اشرفیوں کی تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا، اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سوگیا۔ نیند میں اس نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کرکے سارا مال لوٹ لیا ہے اور اسے قتل بھی کرڈالا ہے۔ خوف کے مارے اس کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر اٹھا تو دیکھا وہاں کوئی ڈاکو وغیرہ نہ تھا۔ اب اسے یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی اس نے فلاں جگہ رکھی ہے۔ فوراً وہاں پہنچا تو تھیلی مل گئی۔ خوشی خوشی واپس بغداد پہنچا۔ اب سوچنے لگا کہ پہلے جاکر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملوں یا شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے؟ اتفاقاً راستے میں ہی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ مل گئے اور دیکھتے ہی فرمانے لگے، پہلے جاکر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملو کہ وہ محبوب ربانی ہیں، انہوں نے تمہارے حق میں ستر بار دعا مانگی تھی تب کہیں جاکر تمہاری تقدیر بدلی جس کی خبر میں نے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے بیداری سے خواب میں منتقل کردیا۔ چنانچہ وہ بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا، واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۴)

حضرت جنید بغدادی کی بشارت:

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کی آل پاک سے ایک قطب عالم ہوگا ﴿ ملقبا بمحی الدین ومسمی بالسید عبد القادر وهو الغوث الا عظم ومولده من کیلان ویکون مامورابان یقول (قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ وَلِیَّةِ لِلّٰهِ من الا ولین والآخرین سوی الصحابة والآئمة من ذریة خاتم النبیین ﷺ﴾ جن کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سید عبدالقادر ہے اور وہ غوثِ اعظم ہوگا وہ گیلان میں پیدا ہوگا ان کو رسول اللہ ﷺ کی آل پاک سے آئمہ کرام اور صحابہ کرام کے علاوہ اولین وآخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر میرا قدم ہے کہنے کا حکم ہوگا۔ (تفریح الخاطر ص ۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ایسا علم عطا فرماتے ہیں جس سے ان کو آنے والے واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ جب ولی کے علم کا یہ مقام ہے تو نبی کا مقام کیا ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو غوث یا غوث الاعظم کہنا شرک وبدعت نہیں بلکہ یہ اولیاء کرام کا طریقہ ہے اور اولیاء انعام یافتہ گروہ ہے جن کے طریقہ پر چلنے کا قرآن میں حکم ہے۔

گستاخانِ اولیاء کا عبرت ناک انجام:

علامہ شیخ علی قاری صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن علی تمیمی شافعی بیان کرتے ہیں کہ میں تحصیلِ علم کے لیے بغداد آیا اور مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا ابن سقا میرا اہم جماعت اور ہم سبق تھا ہم دونوں عبادت کرتے اور اہل اللہ کی زیارت کے لیے نکل جاتے بغداد میں ایک شخص کے

لیے مشہور تھا کہ وہ غوثِ وقت ہے اور جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے اور جب چاہتا ہے غائب ہو جاتا ہے۔ ایک دن میں، ابن السقاء اور نو عمری کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اس غوث کی زیارت کو گئے۔ راستہ میں ابن السقاء نے کہا آج میں ان سے ایک ایسا علمی مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھیے اس کا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا معاذ اللہ میں تو اُن سے کوئی مسئلہ نہیں پوچھوں گا بلکہ مجلس میں بیٹھ کر فیض زیارت اور فیض صحبت ہی حاصل کرونگا جب ہم تینوں ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اُن کو وہاں بیٹھے پایا۔ انہوں نے ابن السقاء کی طرف قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور غصہ سے فرمایا اے ابن السقاء! خدا تیرا بھلا نہ کرے تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے کان کھول کر سُن! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے بیشک میں تجھ میں کفر کی بھڑکتی ہوئی آگ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے عبداللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھوں میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے تمہاری بے ادبی کے سبب میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں کی لو تک پہنچ چکی ہے پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے قریب بٹھا کر بہت احترام کیا اور فرمایا اے عبدالقادر تم نے ادب کی وجہ سے اللہ ورسول عزوجل ﷺ کو راضی کر لیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہے اور لاکھوں انسان تیرے بیان سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور تو کہہ رہا (قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ) میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور مجھے یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے تیری بزرگی کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہیں دیکھا ابن سقاء نے ہر علم میں شاندار کامیابی حاصل کی ساری دنیا میں اُس کے علم کا چرچا ہونے لگا بڑے بڑے علماء اس سے مناظرہ میں شکست کھا گئے عباسی خلیفہ نے اُسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کیا اور روم کے بادشاہ کی طرف اُسے سفیر بنا کر بھیجا روم کے عیسائی بادشاہ نے اپنے تمام پادریوں کو جمع کیا اور ابن سقا کو مناظرہ کی دعوت دی ابن سقا نے تمام پادریوں کو شکست فاش دی اور لاجواب کر دیا بادشاہ اس صورت حال سے سخت پریشان ہوا اچانک اُس کی جوان لڑکی پر اُس کی نظر پڑ گئی اور وہ اُسے دل دے بیٹھا بادشاہ سے نکاح کی درخواست کی اس نے کہا عیسائیت قبول کرلو تو مجھے کوئی عذر نہیں ابن سقا نے فوراً اسلام کو خیر باد کہا اور مرتد ہو گیا بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا نکاح کے ساتھ ہی اُس کے جسم میں کوڑھ کی بیماری پھیل گئی بادشاہ نے اُسے اُٹھوا کر شہر سے باہر پھینک دیا جو آدمی اُس کے پاس سے گزرتا تھا اُس پر لعنت بھیجتا تھا لوگ کہتے تھے یہ وہ آدمی ہے جس نے ایک ولی اللہ کی بے ادبی کی آخر وہ اسی حالت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

راوی کا بیان ہے کہ میں دمشق آیا سلطان نور الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے محکمہ اوقاف کا وزیر بنا دیا اور دنیا میرے کانوں کی لو تک پہنچ گئی میرے معاملہ میں بھی غوث کا کہنا صحیح ہوا مگر ایمان سلامت رہا کیونکہ میری بے ادبی اُس سے کم تھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بغداد کی جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں: میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر از شیخ علی قاری صاحب مرقات)

جن کی منبر بنی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام دلوں کی بات بھی جان لیتے ہیں اور آنے والے واقعات بھی اور ان کی بے ادبی سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

شیخ صنعانی کا انجام:

جب حضور سیدنا محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کی مجلس میں یہ اعلان فرمایا: ﴿قَدَمِي هٰذَا عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ﴾ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ تو تین سو تیرہ صاحبانِ حال اور اولیاء کرام نے اپنا اپنا سر جھکا کر ادب سے عرض کیا کہ: (بل علی الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ) اے محبوب سبحانی! آپ کا قدم ہماری گردنوں پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے۔ مگر ایک بزرگ حضرت شیخ صنعانی جو سینکڑوں میل دور تھے انہیں غیرت آ گئی اور انہوں نے اکڑ کر فرمایا: کہ اے عبد القادر تمہارا قدم میری گردن پر نہیں ہے۔ حضور غوث الاعظم نے سینکڑوں میل کی دوری سے شیخ صنعانی کی آواز کو سن لیا اور ان کو دیکھ کر پہچان بھی لیا پھر آپ پر غوثیت کا جلال طاری ہوا آپ نے فرمایا: کہ شیخ صنعانی کی گردن پر خنزیر کا قدم ہوگا۔ اللہ اکبر! حضرت غوثیت مآب کے فرمان کا یہ اثر ہوا کہ شیخ صنعانی اپنے چار سو مریدوں کے ساتھ حج کو جا رہے تھے مگر راستے میں ایک عیسائی کی لڑکی پر عاشق ہو گئے اور نکاح کا پیغام دے دیا عیسائیوں نے کہا کہ ہماری قوم کا رواج ہے کہ ہونے والا دولہا چند دنوں اپنے سسرال کی خنزیریں چرایا کرتا ہے۔ مسلمانوں خدا کی پناہ شیخ صنعانی خنزیر چرانے لگے اور خنزیر کا چھوٹا بچہ جو چل نہیں سکتا تھا شیخ صنعانی نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا تمام مریدین برگشتہ ہو کر چلے گئے۔ مگر دو مخلص مریدوں نے ساتھ نہیں چھوڑا اور کہا کہ ہمارا شیخ اس وقت عتاب میں پڑ گیا ہے جب اچھی حالت میں ہم نے شیخ کا ساتھ نہیں چھوڑا تو اس حالت میں بھی ہم شیخ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ شیخ صنعانی کو عیسائیوں نے گرجا گھر میں نکاح کے لئے بلایا اور وہ ایک ہاتھ میں شراب اور دوسرے ہاتھ میں خنزیر کے گوشت کا برتن لے کر چلے اس حالت میں دونوں نے بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوث الاعظم کی درگاہ میں استغاثہ و فریاد کی حضرت غوث الاعظم کو رحم آ گیا اور آپ نے شیخ صنعانی کے قلب پر ایسا تصرف فرمایا کہ نا گہاں ان کا دل بدل گیا اور انہوں نے خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ پھینک دیا اور توبہ و استغفار کر کے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے لوٹ آئے اور دونوں مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے فوراً بغداد شریف لے چلو چنانچہ پا پیادہ بغداد شریف روانہ ہو گئے اور مریدوں سے فرمایا میں بارگاہِ غوثیت کا مجرم ہوں تم لوگ میرا چہرہ سیاہ کر کے اور میرے ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر بارگاہِ غوث میں لے چلو تا کہ وہ میرے حال پر رحم فرما کر مجھے معاف کر دیں چنانچہ مریدوں نے حکم کی تعمیل کی مگر شیخ صنعانی جب اس حال میں بغداد شریف پہنچے تو حضرت غوث الاعظم نے آپ پر یہ کرم فرمایا کہ آگے بڑھ کر شیخ صنعانی کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ان کی سلب شدہ ولایت دوبارہ انہیں مل گئی پھر حضرت غوث الاعظم نے فرمایا: کہ اے شیخ صنعانی! میں نے جو یہ اعلان کیا تھا میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو میں اپنی طرف سے یہ اعلان نہیں کیا تھا بلکہ خدا کی طرف سے میں یہ کہنے پر مامور کیا گیا تھا تم نے اس کا انکار کیا اس لئے تم خدا کی طرف سے ایسے خطرناک عتاب میں مبتلا کئے گئے۔ (تفریح الخاطر فی مناقب عبد القادر)

ایک عجیب مسئلہ: بلادِ عجم میں سے آپ کے پاس ایک سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوگا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی عبادت نہ کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ تو اس صورت میں کونسی عبادت کرنی چاہئے۔ علماء عراق اس سوال پر حیران اور ششدر رہ گئے۔ اور اس کا جواب نہ دے سکنے کا اعتراف کرنے لگے۔ اور اس مسئلہ کو حضور غوث پاک کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: کہ وہ شخص مکہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کر کے اپنی قسم پوری کرے۔ پس اس شافی جواب سے علماء عراق کو نہایت ہی تعجب ہوا کیونکہ وہ اس کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔ (طبقات الکبری ج ۱ ص ۱۲۷، اخبار الاخیار ص ۱۷)

کیا حضور غوثِ اعظم وہابی تھے: حضور غوثِ اعظم چونکہ فقہ میں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اسی لئے ان کی فقہ کے مطابق رفع یدین کا

ذکر ,,غنیۃ الطالبین،، میں ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جو بھی رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کہے وہ وہابی ہے۔ اگر ان کا یہ قاعدہ مان لیا جائے تو کل کو شیعہ مالکی فقہ پر عمل کرنے والوں کے لئے دعوی کردیں گے کہ یہ شیعہ ہیں اس لئے کہ یہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ وہابیت وغیر مقلدیت عقیدہ کی خرابی ومحبوبانِ خدا کی گستاخی کا نام ہے۔ محض رفع یدین وغیرہ کا اختلاف نہیں۔ لہٰذا حضور غوثِ اعظم نہ غیر مقلد تھے نہ وہابی بلکہ صحیح العقیدہ سنی وپیشوائے اہل سنت وجماعت اور امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔ اگر غیر مقلدین وہابیہ میں حیا ہوتی تو تقلید کے خلاف نہ ہوتے بلکہ آپ کی طرح کسی امام کے مقلد ہوتے یا غیر مقلد ہو کر ایک مقلد حنبلی بزرگ کا سہارا نہ لیتے اور اپنی دورخی ومنافقت سے عوام کو دھوکہ نہ دیتے۔

عظیم دھوکہ وخیانت:

حال ہی میں غیر مقلدین نے حضور غوثِ اعظم کی کتاب ,,غنیۃ الطالبین،، کو اردو ترجمہ میں ڈھال کر مع متن کے چھاپا اور چالاکی دکھائی کہ کتاب میں بیس تراویح کی جگہ آٹھ تراویح لکھ مارا تا کہ عوام سمجھیں کہ حضور غوثِ اعظم بھی ان غیر مقلدین کی طرح آٹھ تراویح پڑھتے تھے چنانچہ ملا حظہ ہو ﴿وھی احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر﴾ اور تراویح وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں۔ (غنیۃ الطالبین مکتبہ سعودیہ کراچی ص۷۳۹) حالانکہ ,,غنیۃ الطالبین،، دنیا کی کثیر الاشاعت مشہور کتاب ہے اور اس میں صاف لکھا ہے ﴿صلاۃ التراویح سنۃ النبی ﷺ وھی عشرون رکعۃ﴾ نماز تراویح سنت ہے اور اس کی بیس رکعت ہیں۔ (غنیۃ کے عربی متن اور فارسی اور اردو ترجمہ کے ہر نسخہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) لیکن سنگدل اور بددیانت وہابیہ نے (عشرون) بیس کا اصل لفظ اڑادیا اور عبارت میں اپنی طرف سے احدی عشرۃ گیارہ کا لفظ شامل کر کے مع الوتر کا از خود اضافہ کردیا۔ اگر حضور غوثِ اعظم وہابی تھے تو بیس رکعت کیوں پڑھتے تھے؟ اگر وہابی سچے ہیں تو انہوں نے یہ بددیانتی کیوں کی ہے؟

حضور غوثِ اعظم کے عقائد ونظریات:

وہابی حضور غوثِ اعظم کی کتاب سے رفع یدین کے بڑے حوالے دیتے ہیں لیکن آپ کے عقائد اور دوسری باتیں جو ان کے خلاف ہیں چھپاتے ہیں۔ حضور غوثِ اعظم مقلد تھے لیکن وہابی تقلید کو شرک کہتے ہیں لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ان کے گستاخ ہیں کہ ان کے عمل کو شرک کہہ رہے ہیں حضور غوثِ اعظم بیس تراویح کے قائل تھے وہابی آٹھ کے لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور غوثِ اعظم حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام قراءت کرے تم خاموشی سے متوجہ ہو کر سنو۔ (غنیۃ ص ۷۳۹) حکیم صادق کو اپنی کتاب میں یہ روایت بھی درج کرنی چاہئے۔ حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: نجات پانے والا فرقہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔ (غنیۃ ۱۹۲) حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں اگر دو شخص بغل گیر ہوں اور ایک دوسرے کا ہاتھ اور سر بطور تبرک چومیں تو جائز ہے۔ (غنیۃ ۳۱) حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: عادل بادشاہ، والدین، پرہیز گار اور بزرگ آدمیوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (غنیۃ ۳۱) حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: زائر قبر شریف یوں دعا کرے اے خدا میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ نبی پاک ﷺ جو رحمت والے نبی ہیں یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میرے گناہ بخشے۔ غنیۃ ص ۳۳) بلکہ فرمایا جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) وہابی ان تمام چیزوں کے خلاف ہیں بلکہ ان کو شرک وبدعت کہتے ہیں وہابیوں نے اگر رفع یدین کا حوالہ دینا ہے تو آپ کے عقائد بھی قبول کریں ورنہ ان کی کتاب سے حوالہ دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے وہابی حضور غوثِ اعظم کے ان عقائد کو چھپاتے ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں خیانت کرتے ہیں لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ وہابی جب رفع یدین کا حوالہ پیش کریں تو آپ ساتھ یہ حوالہ جات بھی پیش کردیں۔ وہ خاموش ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆

تجزیہ نگار: غلام محی الدین

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیہ شاعری

ایک تجزیاتی مطالعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر شاہ محمد تبریزی پہلے شخص ہیں، جنہوں نے "عہدِ نبوی ﷺ" کی نعتیہ شاعری" پر، ایک ہزار صفحات پر مشتمل ضخیم تحقیقی مقالہ لکھ کر، جامعہ کراچی کے، کلیہ معارف اسلامیہ سے، ڈاکٹر آف فلاسفی (Ph.D) کی ڈگری (سند) حاصل کی ہے۔ اس موضوع پر، ڈاکٹریٹ کی سطح پر لکھا جانے والا یہ پہلا مقالہ ہے۔ انہیں اس مقالے کے لیے مواد کی تلاش اور کتب کی فراہمی کے لیے سخت جدوجہد اور شدید محنت کرنا پڑی اور بائیس سال کا طویل عرصہ اس کارہائے گراں میں صرف ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ نعتیہ وحمدیہ موضوع پر مضامین لکھتے لکھتے ذہن میں یہ بات سمائی کہ اس موضوع پر پی ایچ۔ ڈی کرنا چاہیے۔ مواد تو اچھا خاصا جمع کر ہی لیا تھا، لہٰذا ذہن بنایا، لَو لگائی اور "عہدِ نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری" کو موضوع بنا کر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی میں داخلہ لے لیا۔

انہوں نے تحقیق سے قبل اور دورانِ تحقیق کراچی کے تقریباً تمام بڑے کتب خانے اور اشاعتی ادارے کھنگالے۔ جہاں سے جو بھی کتاب یا مواد انہیں ملا، وہ لے لیا انہوں نے ایک ایک ہزار روپے کی ایک ایک کتاب خریدی ہے اور بیرون ملک سے بھی کتب منگوائیں، جن میں بیروت (لبنان)، قاہرہ (مصر)، دمشق (شام)، جدہ (سعودی عرب) اور ترکی اور لندن (برطانیہ) شامل ہیں۔ اس سلسلے میں جن شخصیات نے مواد کی فراہمی میں مدد فراہم کی۔ ان میں مدیرِ نعت رنگ، معروف نعت گو و ثنا خواں، سید صبیح الدین صبیح رحمانی اور جناب رشید وارثی (مرحوم) شامل ہیں۔

انہوں نے پنجاب یونیورسٹی اور اسٹیٹ بینک، کراچی کے کتب خانوں سے بھی خوب استفادہ کیا اور اس کام کے لیے 1986ء میں لاہور بھی گئے۔ اس کے علاوہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی کا کتب خانہ اور صدر نشین ادارہ، علامہ سید وجاہت رسول قادری اور جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا بھی انہیں بھرپور تعاون حاصل رہا۔ "عہدِ نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری" کا یہ علمی و تحقیقی جائزہ، سات ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں ڈیڑھ سو سے زائد صحابہ کرام و صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا نعتیہ کلام یکجا کیا گیا ہے۔

بابِ اول: پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ اس میں شاعری کے حوالے سے اسلام کا نقطۂ نظر، قرآن و احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ شاعری، قرآن کی نظر میں معیوب نہیں اور یہ کہ، کون سی شاعری معتوب ہے اور قرآن کس شاعری کی مذمت کرتا ہے۔ ان آیات کریمہ کی تائید میں احادیث نبویہ ﷺ پیش کی گئی ہیں۔

قرآن کریم، عہدِ نبوی ﷺ کا اولین نقشِ نعت ہے، جس میں نعت کے اصول و ضوابط اور طریقۂ کار کی نشان دہی کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ نعت کہنے کے لیے بنیاد (Base) کیا ہونی چاہیے اور زبان و اسلوب کیسا اختیار کرنا چاہیے۔ علمائے علم و فن کہتے ہیں کہ عربی ادب کی ابتدا بھی دنیا کی دیگر بڑی زبانوں کے ادب کی طرح شاعری ہی سے شروع ہوئی۔ یونانی تہذیب ہو یا مصری حیات۔ ان کی زندگیوں کا بڑا انقلابی حصہ شاعری ہی

کی مرہونِ منت ہے۔قدیم تواریخ میں بابل و نینوا بھی اسی تہذیب کا حصہ رہے ہیں۔مزامیر داؤد علیہ السلام آج بھی ان کے مذہب کا حصہ ہے۔ مذہبی شاعری ہر تہذیب کا جزوِ حیات رہی ہے۔ماقبل و بعد از اسلام،شاعری ہی اہلِ عرب کا ذریعہ اظہار تھی بلکہ ان کی اولین زبان تھی،جس کا انہوں نے بھرپور استعمال کیا۔قبل از اسلام شاعری ان کی مجبوری تھی،لیکن بعد از اسلام وہ ضرورت میں تبدیل ہوگئی،جیسا کہ پروفیسر نکلسن کہتا ہے۔

In those day poetry was no luxury for the cultured few but the sole medium of literary expression.

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم،مُردہ دل اور خشک مزاج ہرگز نہ تھے،بلکہ وہ زندہ رَو تھے اور اپنی مجالس میں اشعار پڑھتے تھے۔شعر و سخن کی اس محفل کا مقصد،اسلامی ادب کو پروان چڑھانا تھا۔اس باب میں شعر کی حکمت و عظمت،احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں،حضور ﷺ کا ذوقِ شعری اور آپ ﷺ کی شعر فہمی پر روشنی ڈالی گئی ہے،گو کہ آپ ﷺ شاعر نہ تھے،لیکن اعلیٰ ذوقِ شعری رکھتے تھے۔رجزیہ اشعار پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے اور اسی سبب آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر بچھوائے اور نعتیہ اشعار سماعت فرمائے اور انہیں دعاؤں سے نوازا۔ آپ ﷺ نے بہ فرمائش صحابہ کرام سے اشعار سماعت فرمائے۔آپ ﷺ نے فرمایا: شعر میں حکمت اور دانائی بھی ہوتی ہے۔ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کلمۂ حکمت'' تو مومن کی متاعِ گم شدہ ہے۔حضور ﷺ کی تفہیمِ شعری بھی اعلیٰ ذوق کی مظہر تھی۔آپ ﷺ نے معروف جاہلی شاعر،امرء القیس کے اشعار کو باعتبارِ موضوع ناپسندیدہ قرار دیا،لیکن اس کی شاعرانہ عظمت کو ''اشعر الشعراء'' کا خطاب دے کر اس کے کمالاتِ شعری کا اعتراف فرمایا۔اسی طرح جب آپ ﷺ کے سامنے مشہور جاہلی شاعر،عنترہ بن شداد کا شعر پڑھا گیا،تو آپ ﷺ نے اس سے ملنے اور اسے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرمایا۔حضور ﷺ شعر و ادب پر قدغن نہ لگاتے،بلکہ اس کی ترویج کے لیے صحابہ کرام ﷺ کی حوصلہ افزائی فرماتے،جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے رب نے تعلیم ادب دی ہے اور پھر یہ کہ میں نے قبیلہ بنی اسد میں پرورش پائی ہے۔ڈاکٹر عبدالحلیم لکھتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کی زبانِ اقدس سے نکلا ہوا لفظ ''اَدَّبَنِی'' عربی ادب میں پہلی مرتبہ استعمال ہوا ہے،اس سے پہلے یہ لفظ عرب کی تاریخِ شعر و ادب میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔(تاریخ ادب عربی)

اس باب میں ایک اہم بحث مسجد میں نعتیہ اور جنگی مواقع پر رزمیہ و رزجیہ اشعار کا پڑھنا بھی ہے۔اس باب کا ایک اور اہم موضوع ''شعرائے خاندانِ رسالت ﷺ کی نعتیہ شاعری'' ہے،جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں شامل ہیں۔اس میں خاندانِ رسالت کے اڑتیس شعراء و شاعرات کا کلام دیا گیا ہے۔حضور ﷺ کے ساتویں نمبر کے دادا حضرت کعب (بن لوئی) نے آپ ﷺ کی بعثت سے پانچ سو ساٹھ سال قبل، آپ ﷺ کی نعت کہی،گویا نعت کی ابتداء آپ ﷺ کے خاندان سے ہوئی۔حضرت کعب،آپ ﷺ کے اجداد میں اولین فرد ہیں جنہوں نے اپنی نعت میں،آپ ﷺ کا اسم گرامی ''محمد'' پہلی مرتبہ استعمال کیا اور آپ ﷺ کی چودھویں نمبر کے دادا،حضرت کنانہ (بن خزیمہ) پہلے شخص ہیں،جنہوں نے اپنی نعت میں سب سے پہلے آپ ﷺ کا اسم گرامی ''احمد'' استعمال کیا۔یہ زمانہ ماقبل از اسلام و ولادت و بعثت کا ہے۔آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی ولادت کے بعد سب سے پہلے اپنی نعت میں آپ ﷺ کے اسم گرامی ''محمد'' کا استعمال کیا۔

عورتوں میں سب سے پہلی نعت آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اور مردوں میں سب سے پہلی نعت آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کہی،علاوہ ازیں آپ ﷺ کے چچا،چچا زاد بھائی،آپ ﷺ کی دادیاں،چچیاں،پھوپھیاں بھی بہترین شاعر و شاعرات

تھیں۔ان کا نعتیہ کلام بھی دیا گیا ہے، جب کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ بھی عمدہ شاعرات تھیں، ان کا بھی نعتیہ کلام شامل مقالہ ہے۔حضور ﷺ کے خاندان کے میں، آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اور آپ ﷺ کے چچازاد بھائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، دونوں صاحب دیوان شاعر ہیں جو کہ طبع شدہ ہیں۔ دیوان ابو طالب اور دیوان علی عربوں ہی میں نہیں بلکہ عجم میں بھی معروف ہے اور پاک و ہند میں ان کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ یہ اعزاز خاندان بنو ہاشم (قبیلہ قریش) کے سوا کسی اور خاندان عرب یا قبیلہ کو حاصل نہیں کہ باپ، بیٹے دونوں صاحب دیوان شاعر ہوئے ہوں۔ آپ ﷺ کا خاندان فن شعر و ادب سے مالا مال تھا۔عربی زبان و ادب و مرثیوں و قصائد بالخصوص نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت اور نعت گوئی کی شروعات بعد از ولادت آپ ﷺ کے خاندان سے ہوئی۔

اس باب کا ایک اہم موضوع جہادی اشعار بھی ہیں جس میں ہجویات ورزمیہ اشعار شامل ہیں۔ یہ باب اول آٹھ سو اٹھاسی حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

باب دوم: تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں صحف قدیم، توریت و زبور و اناجیل میں مذکور نعوت نبویہ ﷺ شامل ہیں اور کتب سماوی میں نعوت محمدی ﷺ" کے عنوان سے انبیائے سابقین کی بشارتیں اور احبار و رہبان و کہان و کاہنات کی پیش گوئیاں (بشارات) شامل ہیں، یکجا کی گئی ہیں۔ اس باب کا بڑا حصہ عبرانی زبان پر مشتمل ہے۔ ان نعوت و بشارات عبرانیہ کا عربی، انگریزی اور اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ اس باب میں دوصد اننسٹھ حوالہ جات شامل ہیں۔

باب سوم: چھ فصول پر مشتمل ہے۔ اس میں ولادت و بعثت نبوی ﷺ سے قبل کی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں بالخصوص شاہ یمن تبع ثانی کی آج سے ڈھائی ہزار سال اور آپ ﷺ کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل کہی گئی وہ نعت رسول کریم ﷺ شامل ہے، جس میں اس نے اپنے اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ نعت شریف جب بدست حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اسے "اخی الصالح" (نیک بھائی) کا خطاب عطا فرمایا۔ یہ نعت شریف اپنے تمام تر تاریخی شواہد کے ساتھ مقالہ میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ اس باب کی ایک فصل جنات کی نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے، جس میں جن کی وہ نعت بھی شامل ہے جس کے ذریعے مدینہ میں بعثت نبوی ﷺ کی پہلی خبر پہنچی، اس کے علاوہ جنات کی بشارات بہ شکل نعت اور قصیدۂ جنیہ، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جن) کے نام سے معروف ہے، شامل مقالہ ہے۔ علاوہ ازیں ہواتف غیبی سے بشارات مصطفی ﷺ اور بتوں کی نعتیہ شاعری کو بھی اس باب میں شامل کیا گیا ہے، نیز عربی زبان کا پہلا با قاعدہ نعتیہ قصیدہ کس نے اور کب کہا؟ عبد المطلب، ابو طالب یا ورقہ بن نوفل نے؟ اس پر بھی مدلل بحث کی گئی ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں کہے گئے ان تینوں شخصیات کے قصائد، عربی نعتیہ ادب میں "بنائے قصائد نعت" کا درجہ رکھتے ہیں۔

اس باب میں "قرآن کریم اور نعوت محمدی ﷺ" بھی ایک اہم عنوان ہے، جس میں قرآن کریم میں بیان کی گئی نعوت محمدی ﷺ کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس میں سینتالیس موضوعات پر ایک سو ستر آیات نعوت درج کی گئی ہیں۔ یہ باب تین سو بیاسی حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

باب چہارم: چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری کے عنوان سے بعد از ولادت و بعثت بشارات مصطفی ﷺ کو یکجا کیا گیا ہے، جس میں جنات اور بتوں کی بشارات شامل ہیں۔ ان ہی بشارات کے ذریعے کئی نامور صحابہ کرام نے اسلام قبول کیا اور انہیں حضور ﷺ کی بعثت و ولادت کی خبر، انہیں اصنام و جنات کے ذریعے ملی تو انہوں نے کفر و شرک کی زنار سے نجات پائی۔

اس باب کی فصل سوم اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صحابہ کرام اور صحابیات کی نعوت کو مع تذکرہ یکجا کیا گیا ہے۔ اس باب میں سرزمین

حبشہ، مکہ اور مدینہ میں کہی گئی نعتیں شامل ہیں اور اس میں مدینہ میں کہی گئی وہ اولین استقبالی نعت بھی شامل ہے جو تمام نعتوں کا مصرع اول اور مطلع اول ہے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

اس باب میں خلفائے راشدین کی نعتیہ شاعری بھی درج ہے۔ اس باب کا ایک اہم موضوع "خواتین کی نعتیہ شاعری" بھی ہے۔ یہ باب چار سو چھ حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

باب پنجم: تین فصلوں پر مشتمل اس باب میں، حضور ﷺ کے دفاع میں، میدان کارزار میں کہے گئے نعتیہ اشعار یکجا کیے گئے ہیں۔ اس کی فصل اول میں دربار رسالت ﷺ کے چار شعراء کا مفصل تاریخی نعتیہ جائزہ پیش کیا گیا ہے اور فصل دوم میں جہادی نعتیہ اشعار درج کیے گئے ہیں، جو دفاع رسول ﷺ میں کہے گئے۔ نعتیہ شاعری کا ایک پہلو آپ ﷺ کے دفاع میں کہے گئے وہ اشعار نعت بھی ہیں جو آپ ﷺ کی حفاظت و نگرانی و نگہبانی کے لیے کہے گئے ہوں، خواہ وہ جنگ و جدل کے مواقع پر کہے گئے ہوں یا دشمنان اسلام کی ہجو کی رد میں یا آپ ﷺ کے شمائل و فضائل اور خصائل و مفاخر، ان اعداء کے مقابل بیان کرنے کے لیے کہے گئے ہوں یا دشمنوں کے سامنے آپ ﷺ کی شان و عظمت، شرف و عز و قدر، فخر و بڑائی، جاہ و بلندی کو ظاہر کرنے کے لیے، ایسے تمام اشعار کا شمار، نعتیہ اشعار ہی میں کیا جائے گا اور اسے آپ ﷺ کی نعت شریف ہی کہا جائے گا۔ صنف ادب میں اسے کوئی بھی نام دیا جائے اسم با مسمیٰ "نعت" ہی رہے گا۔ اس سلسلے میں پہلا نام اور پہلا کام آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کا ہے۔ زمانہ ابتدائے اسلام میں روئے زمین پر حضرت ابو طالب ہی کی وہ اولین ہستی و ذات تھی جس کے سائے میں شجر اسلام، سائبان و سایہ دار بنا۔ اس باب کا ایک اہم موضوع "عہد نبوی ﷺ کے غیر مسلم نعت گو شعراء و شاعرات" ہیں جس میں مشرکین مکہ اور مشرکین مدینہ کی نعتیہ شاعری کو شامل کیا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں جو نعتیں رقم کی ہیں، وہ عربی نعتیہ ادب کا اثاثہ ہیں، جو زبان و بیان کی پرکاریوں سے پُر ہیں۔ یہ باب سہ صد پینتیس حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

باب ششم: تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس باب میں عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام و صحابیات کی نثری نعوت کے نمونے شامل ہیں۔ دنیائے نعت، بلکہ تاریخ اسلام میں کہے گئے تمام نثری نعتیہ کلام میں، کسی خاتون کا کہا گیا سب سے بہترین و اعلیٰ ترین، اولین و خوب صورت ترین نثری نعت کا طویل ترین، بے مثل و بے نظیر نمونہ، حضرت ام معبد الخزاعی کی نثری نعت بھی شامل ہے۔ آپ تاریخ اسلام کی اولین و آخرین خاتون صحابیہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی طویل ترین نثری نعت بیان فرمائی ہے، گو کہ آپ شاعرہ نہیں تھیں لیکن آپ کو سراپائے رسول ﷺ نے شاعرہ بنا دیا۔ حضور اقدس ﷺ کا سراپا دیکھ دیکھ کر آپ نعت کہنے پر مجبور ہو گئیں۔ الفاظ بول اٹھے، جملوں میں ترنگ رچ گئے۔ سراپائے حسن و جمال و کمال رسول ﷺ نے آپ ﷺ کو نعت کہنے پر ایسا اکسایا کہ عربی ادب میں "نعت کا سرتاج" دے گئیں۔ آپ کی یہ نعت بتیس جزو (نثری جملوں) پر مشتمل ہے۔

اس باب کی فصل دوم بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں نعتیہ شاعری میں "سوانحی، حیاتی اور تاریخی عناصر کا ارتقاء" بیان کیا گیا ہے، جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد میں وقوع پزیر ہوا اور عہد نبوی ﷺ میں ہی اس صنف کو عروج حاصل ہوا۔ عہد نبوی ﷺ کی نعوت میں آپ ﷺ کی مکمل سوانح حیات اور آپ ﷺ کی تاریخ حیات کا مکمل نقشہ موجود ہے جسے آپ ﷺ کے عہد کے شعرائے اسلام نے منظوم و منعوت کیا ہے۔ آپ ﷺ کی

والدہ حضرت آمنہ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب، آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی بن ابی طالب، اس صنف میں خشتِ اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس باب کا ایک اہم عنوان "عہد نبوی ﷺ میں نعتیہ قصائد کا ارتقاء" اور "عہد نبوی ﷺ میں نعتیہ مرثیوں کا ارتقاء" بھی ہے۔ مرثیہ، قصیدہ اور عربی شاعری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر یہ دو چیزیں عربی شاعری سے خارج کر دی جائیں تو پیچھے کچھ نہیں بچتا، ادب رہ جائے گا، ادبیت ختم ہو جائے گی۔ عربی شاعری میں زبان و بیان کی چاشنی اسی میں ہے۔ نعتیہ ادب میں یہ اضافہ میراث، مال متروکہ کے طور پر شامل ہوئیں اور نعتیہ ادب کا دامن بھر گئیں۔ نبی کریم ﷺ کے وصال پر کہے گئے مرثیوں، اس کی اعلیٰ مثال ہیں۔

حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب عرب ہی نہیں بلکہ اس دنیا کے اولین فرد تھے جنہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی چھ بیٹیوں سے اپنا مرثیہ کہلوا کر سنا اور پھر اپنے مرنے کے بعد ان مرثیوں کو اس طرح پڑھنے کا حکم دیا جس طرز پر انہیں سنایا گیا تھا۔ یہ بھی ایک تاریخی ریکارڈ اور عربی ادب کی حقیقت اور فن شاعری میں سند ہے کہ کسی شخص پر اس کی چھ بیٹیوں، یعنی حضور ﷺ کی چھ پھوپھیوں نے، الگ الگ ردائف و قوانی پر مشتمل، اپنے والد یعنی حضور ﷺ کے دادا پر بیک وقت چھ مرثیے پڑھے۔ مرثیہ عربی ادب کا خاصہ ہے، بعینہٖ اسی طرح، جیسے رجزیہ اشعار، میدان کارزار (جنگ) کا شعار ہیں اور حدی خوانی، بدوی زندگی کی علامت ہے۔ صحابہ کرام وصحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضور ﷺ کے نہایت خوب صورت، زبان و بیان سے پُر نعتیہ مرثیے رقم کیے۔ نعتیہ مرثیے نعتیہ ادب کا ایک اہم جز ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ عہد اسلام، عہد نبوی ﷺ کے سب سے بڑے نعت گو شاعر، نعتیہ ہجو اور نعتیہ مرثیوں کے بانی شاعر، سب سے بڑے مرثیہ گو اور نعتیہ ادب میں شاہکار مرثیے تخلیق کرنے والے فرد ہیں۔ آپ نے حضور ﷺ کی وفات پر چار مرثیوں میں بیاسی اشعار کہے۔ پہلا مرثیہ اڑتالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس باب میں خواتین کے نعتیہ مرثیے بھی شامل ہیں۔ آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرثیے عربی نعتیہ ادب کا شاہکار ہیں۔

یہ باب دوصد پینسٹھ حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

ساتواں باب: چار فصول پر مشتمل ہے۔ جس میں عہد نبوی ﷺ میں نعتیہ شاعری بحوالہ شمائل رسول ﷺ، سیرت رسول ﷺ، حدیث رسول ﷺ اور بحوالہ عشق رسول ﷺ شامل ہے۔ اس باب کا ایک اہم موضوع "عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری کے ماخذات" اور نعت صحابہ کے مضامین و موضوعات" ہیں۔ "عہد نبوی ﷺ اور عصر حاضر کی نعتیہ شاعری کا علمی و تقابلی جائزہ" بھی اس باب کا ایک اہم موضوع ہے۔ اس میں عہد حاضر کے شعراء کی نعتیہ شاعری میں "زبان و بیان کی بے اعتدالیاں و بے احتیاطیاں" بھی بیان کی گئی ہیں۔ یہ باب چھ سو چودہ حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ یہ مقالہ سات ابواب کی تیس فصول پر مشتمل ہے۔ اس میں کل تین ہزار ایک سو انچاس حوالہ جات درج ہیں، جب کہ اس مقالے کی تکمیل کے لیے عربی زبان کی بچانوے، اردو زبان کی ایک سو، فارسی زبان کی ایک اور انگریزی زبان کی چار کتب، یعنی کل دو سو کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆ ☆☆☆☆

محقق و مصنف: فیصل خان

شفاء الحمیق بجواب اکاذیب الحلیق

غالی غیر مقلد زبیر علی زئی کے چند مردود اعتراضات کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام! راقم نے نماز میں ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر "الورۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ" کتاب لکھی۔ اس کتاب میں جناب ارشاد الحق اثری صاحب کا شیخ محمد عوامہ محدث مدینۃ المنورہ پر اعتراضات اور مصنف ابن ابی شیبہ کے قلمی نسخوں کے اعتراضات کے جواب میں بڑے ہی ادب سے چند گزارشات عرض کیں تھیں۔ اسی کتاب میں غالی متعصب لامذہب عالم زبیر علی زئی کی کتاب "نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام" طبع مکتبہ الاسلامیہ کا مدلل اور مسکت جواب دیا۔ چونکہ شیخ نجدی زبیر علی زئی صاحب اس کتاب کے جواب سے تو عاجز ہیں۔ اپنے 5 صفحوں کے جوابی مضمون میں بڑے ہی عامیانہ، جاہلانہ رویہ اور الفاظ استعمال کیے جو ان کے فرار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ علمی اور تحقیقی میدان میں ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار اُصول کے دائرہ میں رہ کر کر سکے۔

غیر مقلدین کے نام نہاد محدث زبیر علی زئی نے اپنے مضمون جو شمارہ (الحدیث: ۹۰، صفحہ ۴۳ تا ۴۶) میں جو خباثت دکھائی ہے اللہ اس سے پناہ دے۔ میں بھی یہ حق رکھتا ہوں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دوں مگر اس مرتبہ زبیر علی زئی صاحب کے الفاظ میں ہی جواب پیش خدمت ہے۔

شیخ نجدی زبیر علی زئی نے اس مضمون میں "رضا خانی، خیانتی، فراڈی، خائنین، شعبدہ بازی، تقلیف، اکاذیب، افترات، دھوکے، مغالطے، شعبدہ بازیاں، اباطیل، فیصل خانی دیگ کے مذکورہ دو چاول" جیسے گھٹیا اور گرے ہوئے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ میرے خیال میں اس لامذہب کو اپنے استعمال کردہ الفاظ پر شرمندگی ہونی چاہیے۔ ان الفاظ کے استعمال سے ان کے نام نہاد محدث ہونے کا دعویٰ تو چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔ اب لامذہب صاحب کے اس مختصر سے مضمون میں خیانتیں اور کذب ملاحظہ کیجئے۔

اعتـــــراض:۔ شیخ نجدی صاحب اپنے مضمون میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے عبدالرحمن بن اسحاق الکوفی کو متروک الحدیث (کتاب العلل ۱/۳۵۰، ت ۱۲۸۹) لکھا ہے۔

جـواب:۔ زبیر صاحب متعصب نے ان سے آگے مزید الفاظ کو چھپا کر بہت بڑی علمی خیانت کی ہے۔ اور جناب کو یہ بھی یاد ہوگا کہ یہ ان لوگوں کا کام ہے جنھیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تھا (یہ لامذہب زبیر علی زئی کے استعمال کردہ الفاظ ہیں) آگے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مزید عبارت یوں ہے! "**الذی یحدث عنہ ابن ادریس و ابن فضیل**" یعنی متروک الحدیث صرف اس وقت ہیں جب ان سے ابن ادریس اور ابن فضیل روایت کریں۔ لہٰذا نسبتی جرح کو مطلقاً جرح بنا دیا۔

اعتـــراض:۔ شیخ نجدی صاحب لکھتے ہیں! عرض ہے کہ راقم الحروف کی پیش کردہ روایت "عالم الکتب بیروت لبنان" کے مطبوعہ نسخے میں "**وعن شمالہ**" کے الفاظ سے صاف موجود ہے۔ (ج ۷، ص ۳۳۷ رقم: ۲۲۳۱۳) اور نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (ص ۱۶) حوالہ مذکورہ میں اسی نسخے کا نمبر لکھا گیا ہے۔ لہٰذا یہ تحریف نہیں بلکہ صحیح ہے اور فیصل خان نے تحریف کا الزام لگا کر جھوٹ بولا ہے۔

جواب:۔ قارئین کرام: راقم نے لامذہب غالی زبیر علی زئی کی کتاب "نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۱۶) پر گرفت کرتے ہوئے اپنی کتاب" **الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ** "ص ۹۰، پر لکھا تھا کہ زبیر علی زئی نے مسند امام احمد کی جلد نمبر ۵ اور صفحہ نمبر ۲۲۶ کا جو حوالہ دیا اُس میں "**شمالہ**" کا لفظ نہیں بلکہ "یسارہ" کے الفاظ ہیں۔ غالی غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنی کتاب "نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۱۶" کا جو حوالہ دیا ہے میں نے اُسی پر گرفت کی ہے۔ یہ عجیب مذاق ہے کہ مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۲۶ کا حوالہ "مؤسسۃ قرطبہ القاھرۃ" کا دیں اور حدیث کا حوالہ رقم نمبر: ۲۲۳۱۳ مسند امام احمد بن حنبل عالم الکتب بیروت لبنان، کا پیش کریں۔ مطلب یہ کہ جلد اور صفحہ کا نمبر مسند امام احمد بن حنبل طبع مؤسسۃ قرطبہ القاھرہ سے دیں اور حدیث کا نمبر مسند امام احمد بن حنبل طبع عالم الکتب بیروت لبنان کا دیں۔ زبیر صاحب نے اپنا جھوٹ چھپانے کے لیے مجھ پر الزام وارد کر دیا۔ لہذا پہلے خود تحریف کی اور بعد میں مجھ پر ہی جھوٹ کا الزام عائد کر دیا۔ حالانکہ زبیر صاحب لامذہب کو اپنی غلطی تسلیم کر کے حوالے کو درست کرنا چاہیے تھا جو کہ مسند امام احمد بن حنبل ۷/۳۳۷ رقم: ۲۲۳۱۳ طبع عالم الکتب بیروت لبنان کا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ میں نے جو گرفت کی تھی کہ مسند امام احمد بن حنبل ۵/۲۲۶ پر "**عن شمالہ**" نہیں بلکہ "**عن یسارہ**" صحیح اور سچ ہے۔ مزید یہ کہ "**شمالہ**" اور **یسارہ**" کا اگر مطلب ایک ہی ہے تو پھر کیا آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ حدیث میں الفاظ اپنی مرضی سے استعمال کر سکیں۔ آپ کے پیش کردہ عالم الکتب بیروت لبنان کے مسند امام احمد بن حنبل کے ۷/۳۳۷ کے نسخے کے حاشیہ میں محقق نے تصریح کی ہے کہ قلمی نسخوں میں "**یسارہ**" ہی ہے مگر انھوں نے "**عن شمالہ**" کا لفظ جامع المسانید اور اطراف المسند سے لیا ہے۔ اُصول تو یہ ہے کہ اگر آپ نے "**شمالہ**" کے الفاظ استعمال کرنے ہیں تو جامع المسانید کا حوالہ دیں اور "**یسارہ**" کے الفاظ ہیں تو پھر مسند امام احمد بن حنبل کا حوالہ دیں۔

اعتراض:۔ لامذہب زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں!

فیصل خان نے مضطرب الحدیث کو جرح مفسر بنانے کی کوشش کی ہے۔ (الحدیث شمارہ ۹۰ ص ۴۷)

جواب:۔ یہ لامذہب زبیر علی زئی کا کالا جھوٹ ہے۔ میں نے مذکورہ حوالہ میں کسی بھی جگہ مضطرب الحدیث کو جرح مفسر نہیں کہا۔ غالی صاحب کے الفاظ "جرح مفسر بنانے کی کوشش" انکی شعبدہ بازی ہے۔

لامذہب زبیر علی زئی کی خیانتوں کے الزام کا جواب:

شیخ نجدی اپنے مضمون (صفحہ ۴۳ تا صفحہ ۴۵) میں ۳ صفحے اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر کے لکھتے ہیں!

اعتراض:۔ فیصل خان نے عرب محققین (حمد بن عبداللہ اور محمد بن ابراہیم) کا نسخہ عابد سندھی پر اعتماد کی سرخی کے تحت لکھتا ہے۔ علامہ سندھی کے نسخہ پر عرب محققین حمد بن عبداللہ اور محمد بن ابراہیم اللحید ان کا اعتماد ہے۔ آگے نسخہ مذکورہ کے محقق صاحب تو محمد عابد سندھی (متعصب حنفی) کے نسخے کو درمیانے درجے کا مضبوط نسخہ بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ ضعف کی طرف مائل قرار دیتے ہیں۔۔۔۔ فیصل صاحب! خائنین (خیانت کرنے والوں) کی فریب کاری رہے گی۔

جواب:۔ عرض یہ ہے کہ اس تمام عبارت سے میں نے مجلّہ حق چار یار اکتوبر ۲۰۱۱ء میں برأت کا اظہار کر کے قارئین کو اس تمام عبارت کو حذف کرنے کا پہلے ہی اعلان کر دیا تھا۔ لامذہب زبیر علی زئی کا اس اعلان کے باوجود مجھ پر خیانت کا الزام لگانا مکاری کی عظیم مثال ہے۔ اس کے باوجود لامذہب زبیر علی زئی کا الزام خیانت ان کی جاہلیت کا ثبوت ہے۔ لہذا لامذہب صاحب مغرور گوجرانوالہ کی شعبدہ بازی فضول رہی۔

شیخ نجدی حافظ زبیر صاحب رسالہ ''الحدیث'' (صفحہ ۴۵ تا صفحہ ۴۶) اپنے مضمون میں لکھتے ہیں!

اعتراض:۔ '' فیصل خان صاحب نے نعمان بن سعد (صدوق حسن الحدیث) کے بارے میں لکھا ہے امام ابوداؤد لکھتے ہیں۔۔۔یعنی نعمان بن سعد مقارب الحدیث ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔امام ابوداؤد کی توثیق کے بعد نعمان بن سعد پر مجہول کی جرح فضول ہے۔لہذا معلوم ہوا کہ نعمان بن سعد ثقہ اور صحیح راوی ہے۔

عرض یہ ہے کہ یہ امام ابوداؤد کا قول نہیں بلکہ امام احمد بن حنبل کا ہے جسکی مکمل عبارت پیش خدمت ہے!''**سمعت احمد قال: النعمان بن سعد الذی یحدث عن علی مقارب الحدیث لا بأس به،ولکن الشأن فی عبد الرحمن بن اسحاق ،له احادیث مناکیر ۔** یعنی میں نے احمد (بن حنبل) سے سنا، انھوں نے فرمایا: نعمان بن سعد جو علی (بن ابی طالب) سے حدیثیں بیان کرتا تھا، مقارب الحدیث لا بأس بہ ہے، لیکن مسئلہ عبدالرحمٰن بن اسحاق (الکوفی) میں ہے اس کی حدیثیں منکر ہیں۔(سوالات ابی داؤد ص ۲۸۷ تا ۲۸۸ فقرہ ۳۳۲)

فیصل خان صاحب نے ''**ولکن الشان فی عبد الرحمن بن اسحاق له احادیث مناکیر** '' کے الفاظ چھپا کر بہت بڑی خیانت کی ہے اور یہ ان لوگوں کا کام ہے جنھیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تھا۔یاد رہے کہ امام اہل سنت امام احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی کو منکر الحدیث (الضعفاء للبخاری: ۲۰۳) متروک الحدیث (کتاب العلل ۱/۳۵۰ ت ۲۱۸۹) اور **ضعیف و لیس بشئی** قرار دیتے تھے۔لہذا شعبدہ بازی اور تفلسف کے ذریعے سے یہاں مناکیر کا معنی افراد کرنا غلط ہے۔تنبیہ: نعمان بن سعد کے بارے میں راقم الحروف (زبیر علی زئی) کی سابقہ عبارت منسوخ ہیں''۔

جواب:۔ عرض یہ ہے کہ شیخ نجدی زبیر علی زئی کو میری کتاب ''**الدرة فی عقد الایدی تحت السرہ** '' ناشر دار التحقیق راولپنڈی سے کوئی ایسی ضرب پڑی ہے کہ انھیں یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔قارئین کرام! ذرا اندازہ کریں کہ میں اپنی کتاب ''**الدرة فی عقد الایدی تحت السرة** ص ۶۲'' پر عنوان قائم کر رہا ہوں۔''نعمان بن سعد کی توثیق مفسر'' اور اسکے تحت میں امام احمد بن حنبل سے نعمان بن سعد کی توثیق لکھ رہا ہوں۔لہذا جب میں تحقیق ہی نعمان بن سعد کی ثقاہت پر کر رہا ہوں تو پھر خواہ مخواہ عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی پر امام احمد بن حنبل کا اعتراض کیوں نقل کروں؟۔عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی کے بارے میں تحقیق اس سے آگے اپنی کتاب ''**الدرة فی عقد الایدی تحت السرة** ص ۶۳ تا ۶۹'' پر بڑی تفصیل سے درج کی ہے۔تو نعمان بن سعد پر تحقیق کرتے ہوئے عبدالرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں لکھنا ضروری نہیں سمجھا کیونکہ اس سے ربط برقرار نہ رہتا اور ویسے بھی اس کو چھپانے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں نے یہ بات بحوالہ لکھی تھی اس لیے اسکو چھپایا نہیں جا سکتا۔مزید یہ کہ امام احمد بن حنبل کے الفاظ ''**ولکن الشان فی عبد الرحمن بن اسحاق،له احادیث مناکیر** '' ہمیں مضر بھی نہیں ہیں کیونکہ امام احمد بن حنبل کا ''**له احادیث مناکیر** '' کا مطلب محدثین کرام کے نزدیک تفرد پر کیا جاتا ہے۔یعنی ایسی روایت جس کا کوئی دوسرا متابع نہ ہو۔لہذا جس حدیث کا کوئی متابع نہ ہو تو وہ حدیث ضعیف نہیں ہوتی ہے۔امام احمد بن حنبل کے ''**له مناکیر** '' کے مطلب کے لیے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱) امام ابن عدی لکھتے ہیں!''ابو طالب نے عرض کیا کہ حدیث استخارہ منکر ہے؟ تو امام احمد نے فرمایا منکر اس معنی میں ہے کہ وہ کسی اور سے مروی نہیں۔(الکامل ابن عدی ۳۶/۱۶۱۶، ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی الموال)

۲) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں!''**قلت المنکر اطلقه احمد بن حنبل و جماعة علی الحدیث الفرد الذی لا یتابع له** ''۔یعنی میں کہتا ہوں

کہ امام احمد بن حنبل اور جماعت محدثین ایسی حدیث جس کا کوئی متابع نہ ہو پھر بھی منکر کا اطلاق کرتے ہیں۔(ھدی الساری ا/۴۷۲ ترجمہ محمد بن ابراھیم الحارث)

۳) حافظ ذہبی لکھتے ہیں!"**ما کل من روی المناکیر بضعیف**۔یعنی ہر منکرات روایت کرنے والا ضعیف نہیں"۔(میزان ا/۱۱۸)

اور اگر مزید تسلی کرنا ہو تو اپنے ممدوح عبدالرحمٰن مبارکپوری کی کتاب"**الکبکار المنن** ص۱۹۹" اور اپنے ممدوح جناب ارشادالحق اثری کی کتاب"توضیح الکلام ا/۴۸۸،ا/۴۹۹" کا مطالعہ کر لیجئے گا۔ان شاءاللہ سکون ہو جائے گا۔

قارئین کرام!مندرجہ بالا تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ امام احمد کا احادیث مناکیر یا منکر الحدیث کہنا راوی کے تفرد پر ہے یعنی ایسے راوی جس کا کوئی متابع نہ ہو اور جس کا متابع کوئی نہ ہو تو ایسی روایت علم اصول اور محدثین کرام کے نزدیک ضعیف نہیں ہوتی ہیں۔اور یہاں پر یہ یاد رہے کہ عام محدثین کرام کا منکر الحدیث کہنا اور امام احمد بن حنبل کے منکر الحدیث کہنے میں بڑا فرق ہے۔لہذا عوام الناس امام احمد بن حنبل کے منکر الحدیث کے لفظ راوی کا ضعیف ہونا نہ سمجھیں۔مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی نعمان بن سعد سے روایت کو مطلقاً احادیث مناکیر نہیں کہا۔امام احمد بن حنبل نے خود اپنی کتاب عبدالرحمٰن بن اسحاق کی نعمان بن سعد کی احادیث کے بارے میں وضاحت کی ہے۔

امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں!"**یحدث عن النعمان بن سعد عن المغیرة بن شعبة عن النبی ﷺ احادیث مناکیر** (العلل ۲۵۶۰) یعنی عبدالرحمٰن بن اسحاق عن نعمان بن سعد عن المغیرۃ بن شعبہ سے مناکیر احادیث روایت کرتا ہے۔شیخ نجدی زبیر علی زئی تھوڑا سا مطالعہ کر لیتے تو انہیں یہ عزیمت نہ اٹھانی پڑتی۔لہذا امام احمد بن حنبل کا منکر الحدیث (الضعفاء للبخاری:۲۰۳،اور تاریخ الکبیر ۵/۲۵۹) کا حوالہ تو کوئی جرح مطلقاً ثابت نہ کر سکا۔

اب رہی بات امام احمد بن حنبل کی کتاب"العلل ا/۳۵۰" پر عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی کو متروک الحدیث کہنا تو اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ لامذہب زبیر علی زئی نے اس حوالہ کو پورا نقل نہ کیا۔

امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں!"**متروک الحدیث یعنی الذی یحدث عنه ابن ادریس و ابن فضیل** (کتاب العلل ۲۲۷) یعنی عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی متروک الحدیث ہے جب ابن ادریس اور ابن فضیل اسے روایت کریں۔لہذا لامذہب زبیر علی زئی کا امام احمد بن حنبل کے الفاظ"یعنی **الذی یحدث عنه ابن ادریس و ابن فضیل** کے الفاظ چھپا کر بہت بڑی خیانت کی ہے اور اپنے ہی فتوٰی کی زد میں آ کر ان لوگوں میں شمار ہو گئے ہیں جنھیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تھا۔لہذا غالی لامذہب زبیر علی زئی کا امام احمد بن حنبل سے عبدالرحمٰن بن اسحاق کو مطلقاً متروک الحدیث لکھنا شعبدہ بازی اور تکلف ہے۔

تنبیه:

نعمان بن سعد کو زبیر علی زئی نے اپنی کتاب میں مجہول لکھا،اللہ کا شکر ہے کہ ہماری تحقیق کے نتیجے میں غالی لامذہب کو اپنی سابقہ عبارات نعمان بن سعد کے بارے میں منسوخ کرنا پڑا۔اور نعمان بن سعد کو صدوق حسن الحدیث ماننا پڑا۔یہاں یہ بات یاد رہے کہ غالی لامذہب اگر یہ کہے کہ ہم بریلویوں کی طرح ہٹ دھرم نہیں کہ حق بات نہیں مانتے اور ہم تو حق بات ماننے والے ہیں۔تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ کہ"سوالات ابی داؤد" کوئی نایاب کتاب نہ تھی کہ آپ کو نعمان بن سعد کی توثیق نظر نہ آئی۔بات صرف اتنی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے دلائل سے آپ منہ موڑ لیتے ہیں اور انکا

صحیح مسلک بھی تعصب کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے۔

مزید یہ کہ میں نے نعمان بن سعد کی توثیق مفسر کی سرخی کے نیچے واضح الفاظ میں لکھا کہ امام احمد بن حنبل نے نعمان بن سعد کی توثیق مفسر بھی کی ہے۔(**الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرہ** ص۶۲)۔لہذا چند سطریں بعد"امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق" کے الفاظ کمپوزنگ کی غلطی ہے، اصل الفاظ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ہیں۔

نوٹ:۔

عرض ہے کہ شیخ نجدی زبیر علی زئی نے اپنی کتاب "نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام" میں قبیصہ بن ہلب، سماک بن حرب، مؤمل بن اسماعیل، سلیمان بن موسیٰ الدمشقی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس لا مذہب کی نری شعبدہ بازی، لفاظی اور بیت العنکبوت ہے، جسکے ردّ میں راقم کی کتاب"**الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرہ** ""مطبوعہ دار التحقیق، راولپنڈی کا مطالعہ کریں۔جھوٹ: شیخ نجدی زبیر صاحب نے مجھ پر مضطرف الحدیث کو جرح مفسر ماننے کا جو حوالہ دیا ہے وہ اس لا مذہب کی مکاری ہے۔قارئین کرام! راقم اپنی کتاب"**الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرہ**" میں زبیر علی زئی کے بیت العنکبوت کی وہ دھجیاں اڑائی ہیں کہ انکی نام نہاد محدثیت کا بھرم بیچ چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔مزید یہ کہ عرب محقق کا نواب صدیق الحسن خان کے حوالے سے شیخ عابد سندھی کو متعصب حنفی کہنا بھی غلط ہے۔کیونکہ محدث ابراہیم بن عبداللہ الحوثی رحمۃ اللہ علیہ(تقریظا منحۃ الباری) علامہ عبدالرحمن سراجی رحمۃ اللہ علیہ(مختصر نشر النورص۲۹۷)، محدث السنباوی الازھری رحمۃ اللہ علیہ(تقریظا منحۃ الباری)، محدث لطف اللہ بن احمد جحاف رحمۃ اللہ علیہ(نیل الوطر۲/۲۸۰) شیخ محمد صابر(القول السدید) علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ(شمس الشمس ۲۰۲) علامہ الحسن بن احمد الضمدی رحمۃ اللہ علیہ(نیل الوطر۲/۲۸۰)، محدث عبدالغنی الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ(اجازۃ للشیخ عبدالقادر قلمی)، محدث یحییٰ الاخفش(ادارۃ الالحاظ قلمی)، محدث محمد بن یحییٰ الترمتی رحمۃ اللہ علیہ(الیانع الجنی ص۴۔۵ قلمی)، علامہ عبدالستار بن عبدالوہاب الدھلوی(فیض الملک ۳/۵۴ قلمی)، شیخ احمد شاکر(مقدمہ سنن ترمذی ص۱۳)، المورخ محمد زبارۃ الحسنی الیمنی(نیل الوطر۲/۲۷۹) محدث عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی(فہرس الفھارس۲/۲۰۷) نے علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست ثقاہت اور تعریف بیان کی ہے، اور یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ علامہ عابد سندھی ایک بلند پایا ثقہ محدث ہیں۔

نواب صدیق حسن کا متعصب لکھنا سراسر غلط ہے، کیونکہ شروع ہی سے علماء غیر مقلدین کی عادت ہے کہ جو شخص یا عالم احناف کے دلائل پر تحقیقی کام کرے یہ لوگ انھیں فوراً سے پیشتر متعصب کہہ دیتے ہیں۔اور جناب متعصب کہہ کر بھی جان نہیں چھوٹتی ہے۔کیونکہ نواب صدیق حسن کا علامہ عابد سندھی کے بارے میں معلومات بڑی ہی ناقص ہیں۔علامہ عابد سندھی نے متعدد مقامات پر اپنی تصانیف میں احناف کے موقف کے خلاف رائے دی ہے لہذا تعصب کا الزام مردود ہے۔مزید اگر نواب صدیق حسن کے تاریخ اور حدیث میں اغلاط اور تعصب ملاحظہ کرنا ہو تو علامہ عبدالحی لکھنوی کی کتابوں"تبصرۃ الناقد" اور"ابراز الغی" کا مطالعہ کر لیجیے گا، ساری حقیقت کھل جائی گی۔اُمید ہے کہ قارئین کے سامنے زبیر علی زئی کے جھوٹ اور خیانتوں کی قلعی کھل گئی ہوگی۔اور شیخ نجدی کے اپنے دھوکے اور فراڈ روز روشن کی طرح واضح ہو گئے ہونگے۔

......☆☆☆☆......

..........☆☆☆☆　　☆☆☆☆..........

مسائل دینیہ

محقق دوراں جناب علامہ نصر اللہ صاحب آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داڑھی کی شرعی حیثیت اور حد شرع سے کم داڑھی والے امام کے پیچھے نماز کا حکم:

س داڑھی کے متعلق بہت سے لوگوں نے شکوک شبہات پیدا کر دیئے ہیں کہ داڑھی رکھی جائے تو بہتر ہے نہ رکھی جائے تو بھی کوئی گناہ ہے۔لہذا اس کی شرعی حیثیت واضح کی جائے۔ (طارق عطاری شکر گڑھ 03364541385)

ج داڑھی حد شرعی یعنی مشت بھر تک بڑھانا واجب ہے۔ یہ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتِ دائمہ ہے۔ داڑھی منڈانا یا ترشوا کر حد شرع سے کم کرنا ممنوع وحرام ہے۔ اس کا مرتکب حکم خدا ورسول سے بیزار، ابلیس کے بہکاوے میں گرفتار بحکم حدیث موجب لعنت ہے۔ ابلیس جب مردود بارگاہ الٰہی ہوا تو کہنے لگا میں ضرور بالضرور لوگوں کو گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں اور آرزوئیں دلاؤں گا۔ انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بالضرور جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔ اور میں انہیں حکم دوں گا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔ (سورۃ النساء:۱۱۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تخلیق خداوندی میں تبدیلی سے مراد چہرے کی صورت کو بدل ڈالنا یا اس کی صفت کو۔ (تفسیر مظہری)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کا سر منڈانا حرام ہے، ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا۔ (تفسیر نور العرفان) کتب حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں دو غیر مسلم حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور فرمایا: تمہاری بربادی ہو، تمہیں کس نے یہ حکم دیا؟ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز لعین نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔ (تاریخ الخمیس ج ۲ص ۳۵)

مسلمانوں جائے عبرت ہے بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے والے غیر مسلم تھے، ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، احکام شرع سے واسطہ نہ تھا، ان کے داڑھی منڈے چہروں کو آپ ﷺ نے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا، تو جو مسلمان حکم خدا ورسول سے آگاہ ہونے کے باوجود داڑھی منڈائے یا تراش کر حد شرع سے کم کرادے، اس کا یہ فعل کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اذیت کا باعث ہوگا؟ ایسا نہ ہو قبر وحشر میں ایسوں سے حضور ﷺ رخ انور ہی پھیر لیں۔ جس سے رسول اللہ ﷺ رخ انور موڑ لیں، اس کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَالِفُوا المشرکین احفوا الشوارب وَ فِّرُوا اللحیۃ مسلمانو! مشرکوں کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھیں پست رکھو اور داڑھیوں کی مقدار وافر رکھو۔ بخاری کتاب اللباس 5892

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احفُوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود مونچھیں پست رکھو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود کی صورت نہ بناؤ۔ (شرح معانی الآثار کتاب الکراہیہ باب حلق الشارب) اس قسم کی درجنوں حدیثیں ہیں جن میں داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ کتب حدیث، کتب سیر اور کتب فقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بڑھانے سے مراد کم از کم مشت بھر بڑھانا ہے۔ خود سرکار دو عالم ﷺ کی داڑھی مبارک سینہ اقدس تک پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ قاضی عیاض فرماتے ہیں: ریش مبارک گھنی سینہ منور کو بھرے ہوئے تھی۔ (الشفاء) جبکہ بعض صحابہ کرام مشت بھر سے زائد داڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جتنی زیادہ ہوتی اُسے کتروا دیتے۔ (بخاری حدیث ۵۸۹۲ کتاب اللباس)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے درآں حالیکہ ان کی داڑھی کے بال منتشر تھے راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کاش تم (یہ بال) کم کرلو اور ان کے اطراف کی طرف اشارہ کیا۔ (مسند امام اعظم ص ۲۲۳) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑ کر زائد بالوں کو کاٹ لیا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الحظر والاباحۃ باب ما قالوا من اللحیۃ)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: توضیح:- اعفاء کے معنی ہیں بڑھانا زیادہ کرنا، اسی طرح وفرو کا بھی یہی معنی ہے کفار کی مخالفت کو حضور ﷺ نے مقرر فرمادیا کہ داڑھی بڑھا کر ان کی مخالفت کرو اگر کسی جگہ کفار داڑھی رکھتے ہوں جیسے ہمارے ہاں سکھ تو ان کی مخالفت میں داڑھی منڈانا حرام ہے کہ مخالفت کو حضور ﷺ نے مقرر فرمادیا ہے یہ بھی خیال رہے کہ ایک مُشت داڑھی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا ﴿لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت ۹۴ پارہ -۱۶ ارکوع-۱۵) میری داڑھی نہ پکڑو معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی اتنی تھی کہ پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی بھر ہی ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حدیث میں ہے کہ وہ بھری داڑھی والے تھے بھری داڑھی مشت سے کم نہیں ہوسکتی لہذا فرنچ یا خشخشی مشت سے کم داڑھی رکھنا حرام ہے کہ یہ منڈانے کے حکم میں ہے اس کی بحث شامی کتاب الصوم میں دیکھو داڑھی مشت سے کم کرنا بھی منع اور اس سے زیادہ کرنا بھی منع ہے اور ہر دو کے پیچھے نماز مکروہ (مرآۃ شرح مشکوۃ ج ۶/ ۱۳۹ کتاب اللباس باب الترجل)

مفتی شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا): وَ فِّرُوا اور بعض حدیثوں میں وَ اعفوا وارد ہے امر وجوب کے لئے ہے لہذا ان حدیثوں سے ثابت ہوتا کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے۔ حدیث کا اطلاق اس بات کا مقتضی ہے کہ داڑھی قطعاً نہ کاٹی جائے چاہے کتنی بڑی ہوجائے لیکن حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ ایک مشت سے زائد داڑھی کو کاٹتے تھے۔ (بخاری کتاب اللباس) یہ اس پر محمول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی اس پر عمل کیا ہے اس لئے واعفوا اللحی والی حدیث کی تخصیص درست ہے۔ تو حاصل یہ نکلا کہ ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری ج ۵ ص ۵۴۰)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر فرماتے ہیں: حلق اللحیة مثلة داڑھی کا مونڈنا مثلہ ہے۔(ہدایہ شریف) اس کی شرح میں علامہ عینی لکھتے ہیں: والمثلة حرام اور مثلہ حرام ہے۔ بنایہ شرح ہدایہ

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں: داڑھی کو کاٹ کر مشت بھر سے کم کر دینا جیسا کہ بعض مغرب زدہ یعنی انگریزوں کی تقلید کرنے والے زنانہ وضع اپنانے والے مرد کرتے ہیں، کسی کو بھی جائز نہیں، اور داڑھی سرے سے ختم کر دینا، یہ ہندوستان کے یہودیوں اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔(درمختار باب المفسد الصوم ج 2 ص 418)

داڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم کرنے والا شرعاً فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فقیہ اعظم محمد نوراللہ نعیمی لکھتے ہیں: داڑھی منڈانے والا فاسق اور گنہگار ہے، منصب امامت کے لائق نہیں۔(فتاوی نوریہ کتاب الصلاۃ، باب الامامہ)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں: ,,داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین ہے، منڈانا یا ایک بالشت سے کم کرنا حرام ہے۔ لہذا جو حفاظ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کے عادی ہیں وہ فاسق ہیں، ایسے حفاظ کو امامت کرنا جائز نہیں۔ اگر وہ لوگ امامت سے باز نہ آئیں، تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو امامت سے روکیں۔ اسلئے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں۔ خواہ فرض ہوں یا سنت، ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر دوبارہ نہیں پڑھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔،،(فتاوی فیض الرسول کتاب الصلاۃ، باب الامامہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: ,,داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک بڑھانا واجب ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۱۲) اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ,,داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرنے والا فاسق ہے۔ اسے امام بنانا، اس کے پیچھے نماز (خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل) ادا کرنی مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی رضویہ) الغرض ایسے آدمی کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔ اگر مقرر کر دیا، تو معزول کرنا لازم ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جو حفاظ وغیرہ سارا سال داڑھیاں منڈاتے یا حد شرع سے کم رکھتے ہیں۔ رمضان مبارک کے قریب داڑھیاں بڑھا لیتے ہیں، ایسے حفاظ دوہرے مجرم ہیں۔ ایک تو داڑھی کٹوانے کی وجہ سے فاسق معلن، دوسرے غرضِ فاسد کے پیشِ نظر داڑھیاں بڑھانے کی وجہ سے دھوکہ باز۔ یہ وہ لوگ ہیں جو چند روپوں کی خاطر لوگوں کی نماز اور اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں (مسلم ۱۰۱) ایسے حفاظ اگر تائب ہو کر داڑھی بقدر سنت بڑھا لیں اور ان کی توبہ خوب ظاہر ہو جائے، وہ یوں کہ اس حال میں ان پر ایک زمانہ گذر جائے، تو انہیں امام بنانے میں حرج نہیں۔ ان کی توبہ پر فوراً اعتماد نہ کیا جائے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ ,,فاسق آدمی جب اپنے فسق سے توبہ کر لے تو اس کی گواہی اس وقت تک قبول نہ کی جائے۔ جب تک اس پر ایک مدت نہ گذر جائے جس میں توبہ کا اثر خوب ظاہر ہو۔،، لہذا مذکورہ حافظ کو امام مقرر نہ کیا جائے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس کی تفصیل مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی کے (ماہنامہ اہل سنت اکتوبر 2007) میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

علامہ غلام مرتضی ساقی مجددی صاحب لکھتے ہیں:

ج   فاسق معلن عملی جو کھلم کھلا، اعلانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔ داڑھی مونڈنے والا، مونڈانے والا اور حد مسنون ایک مشت سے کم کرنے والا۔ سود لینے دینے والا۔ ائمہ اربعہ کی تقلید کا انکار کرنے والا اگر انکار نہ کرے تو اس کے عقائد کا درست ہونا اولین شرط ہے، محض تقلید کا اعتراف کافی نہیں مثلاً دیوبندی وغیرہ۔ سیدنا حضرت علی کو سیدنا ابو بکر اور عمر سے افضل جاننے والا۔ حضرت امیر معاویہ حضرت ابو سفیان حضرت عمرو بن العاص یا کسی صحابی کا انکار، توہین اور بے قدری اور بے ادبی کرنے والا ان کی امامت میں نماز مکروہ تحریمی اگر پڑھی جائے تو دہرانا ضروری ہے(,,بدمذہب کے پیچھے نماز،، از علامہ غلام مرتضی ساقی مجددی ص ۴۴)

علامہ محمد حسن فخری صاحب لکھتے ہیں: امام مقرر کرتے وقت یہ خیال رکھیں کہ درج ذیل لوگ فاسق معلن ہیں ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ زانی۔ شرابی۔ جواری۔ جھوٹا۔ دھوکا باز۔ بددیانت۔ سود خور۔ چغل خور و دیگر گناہ کبیرہ بالا علان اور سر عام کرنے والا نیز داڑھی منڈانا، کترانا اور حد شرع سے کم کرانا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام و فسق ہے ایسے فاسق معلن کی امامت ممنوع ہے ایسے شخص کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم، قرۃ العین ص 351) تاہم چار انگل یعنی قبضہ بھر سے زائد بالوں کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

فتوی اعلی حضرت رحمہ اللہ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ؟

الجواب   قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی چکڑالوی وغیرہ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ کہ مولا علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ وغیرہ کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور جتنی پڑھی ہوں ان سب کا پھیرنا واجب۔ اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن، مثلاً داڑھی منڈا، یا خشخشی رکھنے والا، یا کترا کر حد شرع سے کم کرنے والا یا سود خور یا ناچ دیکھنے والا۔ (احکام شریعت ص 144)

فتوی مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد رحمہ اللہ: بلاشبہ داڑھی کترے حافظ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا تراویح ادا کرنی مکروہ تحریمی ہے۔۔ اگر بامر مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے (دوبارہ پڑھے) اگرچہ وقت جا رہا ہو۔ (کذا فی الشامی) داڑھی کترے آدمی سید، قاری، حافظ، عالم، فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی مسجد میں امام داڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ (ابو البرکات سید احمد حزب الاحناف لاہور)

ماہ ربیع الاول کی مصروفیت اور لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے زیادہ لکھنے کا موقع نہیں ملا ورنہ میرا ارادہ تھا کہ داڑھی پر مودودی، طاہر القادری اور مولوی غلام رسول سعیدی کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا جاتا انشاء اللہ کسی دوسری قسط میں ان کا جواب دے دیا جائے گا اس کے متعلق زیادہ تفصیل جاننے والے حضرات علامہ محمد علی صاحب کی کتاب ,,منکرین وجوب اللحیہ کا شرعی محاسبہ،، کا مطالعہ کریں۔ (مکتبہ نوریہ حسینیہ بلال گنج لاہور)

ڈاکٹر طاہر القادری کا امام اہل سنت امام احمد رضا خاں کے نظریات سے انحراف: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر طاہر القادری کے افکار ونظریات میں کیا فرق ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔ (شاہد علی طالب علم اولیول آرمی پبلک سکول سیالکوٹ کینٹ)

ج بہت سے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب شاید سنی عالم ہیں لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ڈاکٹر صاحب نہ صرف امام اہل سنت کے بلکہ تمام اکابر اہل سنت کے افکار سے منحرف ہیں اور ایک نئے فرقہ طاہریہ کے بانی ہیں۔ اور اہل سنت سے خارج ہیں چند اصولی اختلاف ملاحظہ ہوں

(۱) ڈاکٹر طاہر القادری عیسائیوں کے ہم خیال: بارہ ربیع الاول اور کرسمس ڈے کو ایک جیسی اہمیت حاصل ہے۔ اپنی تمام مساجد کے دروازے مسیحی عوام کے لئے کھول دیئے وہ یہاں آکر عبادت کر سکتے ہیں۔ (ڈیلی انصاف ۳ جنوری 2006ء)

ماہنامہ منہاج القرآن میں لکھا ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے کانفرنس ہال میں پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے قرآن پاک اور بائبل کی تلاوت سے ہوا اور اس کے بعد شاہین مہدی اور منیر بھٹی نے کرسمس کے گیت گائے اور مسیحی برادری کی نظمیں پڑھیں ناظم اعلی ڈاکٹر رحیق عباسی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا یوم پیدائش منانا ہمارے ایمان کا حصہ ہے (ماہنامہ منہاج فروری 2008 یعنی جو ایسا نہ کرے وہ اس کا ایمان ناقص ہے۔ (معاذ اللہ)

اعلی حضرت کا فتوی: امام اہل سنت فرماتے ہیں: کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھنا ان کے مذہبی تہواروں میں جا کر شان وشوکت بڑھانا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۱ ص 159-166-171) کرسمس ڈے، ہولی، دیوالی کو اچھا سمجھنا اس کی تعظیم میں مبارک باد دینا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۴ ص ۲۷۳) اور ایسے کام کرنے سے نصاریٰ سے ہماری مشابہت ہوتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (ابوداود مشکوۃ کتاب اللباس الفصل الثانی حدیث 4347)

(۲) ڈاکٹر طاہر القادری کہتے ہیں کہ یہودی عیسائی اور مسلمان تینوں ایک اللہ کو ماننے والے ہیں یہ تینوں ایمان والوں میں شامل ہیں (اسلام اور وائرس مسیحیت ص ۱۷)

امام اہل سنت فرماتے ہیں: کافر دو قسم ہیں اصلی ومرتد اصلی وہ جو شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے یہ دو قسم ہے: مجاہر ومنافق کافر مجاہر کی چار قسم ہیں (۱) دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے (۲) مشرک (۳) مجوسی آتش پرست (۴) کتابی یہود ونصاری۔ (احکام شریعت ص ۱۲۹) اور قرآن نے بھی یہود ونصاری کو کافر کہا ہے ﴿بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں﴾ سورہ البینہ :۶ پارہ ۳۰) جنہیں قرآن کافر کہہ رہا ہے طاہر صاحب اسے مومن کہہ رہے ہیں قرآن پر ایمان نہ رکھنے والا سنی کیسے ہوگا ؟ ایک طرف ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہم مسلمان کلمہ پڑھنے قرآن پر ایمان لانے کے باوجود اگر عیسی علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیں تو ہم کافر ہیں بالکل ٹھیک ہے لیکن دوسری طرف یہ کیوں نہیں کہتے کہ جو یہودی یا عیسائی رسول اللہ ﷺ کا انکار کر دے تو وہ بھی کافر ہے ان کے انکار کے

باوجود ان کو مومن کہنا قرآن سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے۔

شیعہ نوازی: (۳) جھگڑا شیعہ سنی میں نہیں بلکہ اصل جھگڑا خارجیت کا ہے جبھی ملاں ملوانا شیعہ سنی کو دو کرے اس کو دو کر دو (سی ڈی) یعنی شیعہ سنی ایک ہیں جو ان کو علیحدہ کہے اس کو قتل کر دو (العیاذ باللہ) اسلام شیعہ اور سنی دونوں کو ملانے سے مکمل ہوتا ہے۔ (سی ڈی) یعنی شیعہ مسلمان ہیں شیعہ کے امام خمینی کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا، امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق ہیں جن کا جینا علی کی طرح اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ بچہ خمینی بن جائے۔ (نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء)

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ: امام اہل سنت فرماتے ہیں: مرتد کافر کی دو قسمیں ہیں مجاہر و منافق مرتد مجاہر کہ پہلے مسلمان تھا پھر اعلانیہ اسلام سے پھر گیا (۲) مرتد منافق کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی بھی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی، رافضی (شیعہ) قادیانی وغیرہ ..... مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر (نقصان دہ) ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت والجماعت کہتے حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارے جیسا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ رسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبردار، مسلمانو! اپنا دین ایمان بچاؤ۔ (احکام شریعت ص ۱۳۰)

شیعہ سنی کو کس نے دو کیا ہے؟ امام ربانی مجدد الف ثانی نے، امام احمد رضا نے صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بلکہ نبی کریم ﷺ نے۔

طاہر القادری کی نبی کریم ﷺ کی شان میں یہ بدترین گستاخی ہے جس سے اعلانیہ توبہ کرنا ضروری ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي فَإِنَّهُ يَجِيءُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي فَلا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلا تُجَالِسُوْهُمْ وَإِنْ مَرِضُوْا فَلا تَعُوْدُوْهُمْ ۔ وفي رواية ابن ماجة: وَإِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ ۔ میرے صحابہ کو گالی نہ دی جائے آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو میرے صحابہ کو گالی دے گی تم ان کی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا (یعنی انکو امام نہ بنانا) ان سے شادی بیاہ نہ کرنا اور نہ اُن کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت بھی نہ کرنا۔

ابن ماجہ کی روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے اور اگر ملیں تو سلام نہ کرو۔ کتاب الشفا عربی جلد ۲ ص (۳۰۸) (شرح شفا ملا علی قاری ص: ۵۵۵) کتاب الکبائر امام ذہبی کبیرہ نمبر ۷۰ ص ۲۵۰، الصواعق المحرقہ ص ۲ مطبوعہ مکتبہ القاہرہ مصر) (غنیۃ الطالبین ص ۲۸۸) (السنۃ للخلال جلد ۲ ص: ۴۸۳ حدیث ۷۶۹) ابن ماجہ حدیث: ۸۹)

علماء نے خمینی کی حمایت پر سخت احتجاج کیا اور کہا کہ یہ امام حسین کی توہین ہے اس پر طاہر القادری کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہئے اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرنی چاہئے۔ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی صحابہ کرام کی محبت ہو وہ کبھی خمینی کو حضرت علی جیسا نہیں کہہ سکتا۔

(ماہنامہ ندائے اہل سنت جولائی ۱۹۸۹ء)

طاہرالقادری کے ممدوح خمینی کے لرزہ خیز عقائد: جو نبی بھی آئے وہ اسلام کے نفاذ کے لئے آئے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ بھی اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ (کتاب اتحاد ویکجہتی ص ۱۵)

ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جو عدالت ودینداری کی ایک ایسی عالی شان عمارت تیار کرائے اور پھر اس کی بربادی کی کوشش کرے اور معاویہ اور عثمان جیسے بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کرے (کشف الاسرار ص ۱۰۷) اسی کتاب میں حضرت ابوبکر اور عمر کو کافر وزندیق لکھا ہے (ص ۶۳) میں جب فاتح بن کر مکہ ومدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہو گا کہ حضور کے روضے میں پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکر وعمر) کو نکال باہر کروں گا۔ (پمفلٹ بہ خطاب بہ نوجوانان)

خدارا انصاف! کیا ایسا شخص جس کا خدا پر ایمان ہے اور نہ نبی پر اس کو علی اور حسین کی طرح کہنے والا سنی یا محب اہل بیت ہو سکتا ہے؟ ایسی باتیں صرف شیعہ کر سکتے ہیں کسی سنی کو امام حسین کی توہین کرنے کی جراءت نہیں ہو سکتی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی نے شیعہ سنی کو دو کیا ہے طاہر القادری صاحب بتائیں کہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے متعلق کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ روافض کے رد میں ایک مستقل کتاب ,,رد روافض،، لکھی ہے اس کی تصنیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ,,نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث پیش نظر تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہو گا اور میرے صحابہ پر سب وشتم ہونے لگے تو عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کا اظہار کرے اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی اور اس کی توبہ اس کا فدیہ اور اس کے فرائض ونوافل درجہ قبولیت کو نہیں پہنچیں گے۔

(۴) مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ جلسہ اور اس کی دعوت کی طرف سے ہے۔ اہل حدیث، شیعہ، دیوبندی جماعت اسلامی کے احباب جو بھی دعوت دے وہ دعوت ضرور قبول کروں گا۔ (اہم انٹرویو ص ۲۵)

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ: یہ (مخلوط جلسہ) تمام وکمال شرع مطہر سے ضد باندھنا، مسلمانوں کو ضرر پہنچانا اور لوگوں کو صریح ضلالت کی طرف بلانا ہے ﴿اور عنقریب جان جائیں گے ایسے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے﴾ پارہ ۱۹ رکوع ۱۵) متواتر حدیثیں اور ائمہ سلف وخلف کے اقوال آئے ہیں کہ بد مذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان سے دور رہنا واجب۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ,, بد مذہبوں کے پاس جا کر ان کی تعداد نہ بڑھائے، ان کے پاس نہ پھٹکے ان پر سلام نہ کرے (فتاوی الحرمین ص ۹۵)

ایسا شخص (جو روافض سے میل جول رکھتا ہے) اگر (خود) رافضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا (لوٹانا) واجب) فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۱۶)

امام اہل سنت کے فتوی کے مطابق طاہر القادری کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۵) ,,ہمارے ادارے منہاج القرآن میں "جماعت اسلامی" کے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہل حدیث، شیعہ دیوبندی بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں،، (انٹرویو روزنامہ جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

اعلیٰ حضرت کا منہاج القرآن پر فتویٰ: ایسی (مخلوط) مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے (جس میں رافضی وہابی وغیرہ ہم رکن ہوسکتا ہے) اور اس مجلس میں شرکت حرام وبدمذہبوں سے میل جول ناجائز ہے ایسی جگہ چندہ دینا وہی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہے دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں پیارے نبی ﷺ نے بتائی کہ،،ان بدمذہبوں سے دور رہو۔انہیں اپنوں سے دور کرو کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔مسلم (الدلائل القاہرہ)

(۲): شیعوں اور وہابیوں کے پیچھے نماز: شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔(انٹرویو رسالہ دید شنید لاہور ۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

ڈنمارک مغربی جرمنی سے جناب حاجی محمد لکھتے ہیں: کہ یہاں طاہر صاحب تشریف لائے اور ایک بڑے ہال میں تقریر کرتے ہوئے کہا،، ہمیں دیگر مسجدوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے اور انہیں ہماری مسجدوں میں پڑھنے کی کھلم کھلا اجازت ہونی چاہئے ہمیں اپنے دروازے ایک دوسرے کے لئے کھلے رکھنے چاہئے۔اجتماع میں اہل سنت کے امام فراشوی صاحب اور وہابی مولوی ادریس بھی موجود تھے۔تقریر کے بعد پروفیسر نے کہا اگر کوئی سوال ہو تو پوچھئے۔ایک شخص نے پوچھا:،،علماء بریلوی اور دیوبندیوں کے درمیان ان کی گستاخانہ عبارتوں کی وجہ سے اختلافات ہیں ان کے پیچھے نماز کیسے پڑھیں؟ پروفیسر صاحب نے جواب دیا: ان باتوں کو چھوڑو کیونکہ آج میں نے عصر کی نماز ادریس (وہابی) کے پیچھے اور مغرب انہوں نے میرے پیچھے پڑھی ہے۔اس پر سنی عالم نے کھڑے ہو کر کہا، یہ لوگ تو نبی کریم ﷺ کی شان میں بدعقیدہ رکھتے ہیں پھر گستاخ رسول کے پیچھے نماز کیسے ہوسکتی ہے اس پر پروفیسر صاحب غصے میں آگئے اور سنی عالم ہال چھوڑ کر چلے گئے۔مکتوب (حاجی محمد از ڈنمارک)

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ: جو ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔(احکام شریعت ص ۱۴۴)

طاہر القادری کے پیر کا فتویٰ: حضرت شیخ سید طاہر علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں محمد عبدالمجید (فیصل آباد) دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے ۲۷ جون ۱۹۸۶ء کو بدیں الفاظ جواب دیا،، کہ دیوبندی ملاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے (ان کے پیچھے) نماز نہیں ہوتی۔

وہابی ظہیر ویزدانی کی پریشانی: قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو اہل سنت وجماعت کے بدترین مخالف اور دشمنِ اعلیٰ حضرت یزدانی اور ظہیر (مصنف کتاب بریلویت) جب بم دھماکے میں زخمی وہلاک ہوئے تو طاہر القادری نے باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔(نوائے وقت ۲۶ مارچ ۱۹۸۷ء) ظہیر نے،، بریلویت کتاب میں اعلیٰ حضرت کو شیعہ لکھا ہے اور مرزائیوں کو ان کا استاد لکھا ہے۔ ایسے دشمن اعلیٰ حضرت کے لئے کوئی سنی دعا نہیں کرسکتا۔

اختلاف فروعی یا اصولی:

(۷): مسلمانوں کے مسالک اور مکاتبِ فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں۔(فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۶۵) بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیثیت اور شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔(فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۱۱۱) پروفیسر کے علاوہ کوئی اعلی حضرت کا سچا عقیدت مند وپیروکار بلاتردید اپنے مسلک کے خلاف ایسی خرافات نقل کر سکتا ہے کیا اس صریح عبارت نے اس کی اندرونی وحشت کو نمایاں نہیں کر دیا؟

اعلی حضرت کا فتویٰ: غیر مقلدین سے ہمارا اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت اصول دین ہمارا ان کا اختلاف ہے۔ہمارے اور جملہ اہل سنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں کتاب وسنت اور اجماع وقیاس اور لامذہبوں نے اجماع اور قیاس کو بالکل اڑا دیا وہ اجماع وقیاس کے سخت منکر ہیں اور ہمارے ائمہ نے اجماع وقیاس کے ماننے کو ضروریات دین سے گنا ہے۔(الفضل الموہبی ص ۴۰) ہر طبقہ وقرن کے اجماع کا مخالف سنی نہیں خارجی معتزلی گمراہ خاسر ہے۔اجماع صحابہ دلیل قطعی ہے (دوام العیش ص ۴۱)

(۸): امام الوہابیہ ابن تیمیہ کی حمایت: ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب "مسئلہ استغاثہ" کے صفحہ نمبر ۱۹ پر لکھتے ہیں: عقائد اسلامیہ کی تعبیر وتوجیہ کے باب میں اسلاف ائمہ کرام میں سے امام ابن تیمیہ کو متنازع گردانا جاتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا عقیدہ نہایت اعتدال پر مبنی ہے صحیح عقیدے پر کاربند کم پڑھے لکھے افراد امت حقائق سے عدم آگہی کے باعث امام ابن تیمیہ کو غیر اسلامی عقیدے کا حامل سمجھنے لگ گئے ہیں۔امام ابن تیمیہ کا عقیدہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

میں قادری صاحب کی اس خود فریبی کو اور کذب بیانی کو جہالت کہوں یا تجاہل عارفانہ کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ کو ناجائز اور شرک کہنے والا کیا امام ہو سکتا ہے اور کیا جمہور اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کتنا بڑا افراڈ اور دھوکہ ہے کہ جس شخص نے عرب میں سب سے پہلے وہابیت پھیلائی اور وسیلہ کا انکار کیا اسے سنیوں کے امام کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔اور اس کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھا ہے کیا یہ اسلام کے خلاف سازش نہیں ہے، کیا یہ منافقت نہیں ہے کہ ایک طرف اپنے آپ کو عاشق رسول کہا جائے اور دوسری طرف نبی کے گستاخوں کو امام اور رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے۔حالانکہ اس بات کو وہابی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وسیلہ کا سب سے پہلا منکر ابن تیمیہ ہے وہابی وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں. کہ سلف وخلف میں سے کسی نے اس (وسیلہ) کا انکار نہیں کیا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا۔(ہدیۃ المہدی مترجم ص:۹۴) ہمارے شیخ ابن تیمیہ نے کہا کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی فوت شدہ بزرگ یا غائب کو پکارے بلکہ نہ فوت شدہ کو پکارے نہ غائب کو نہ نبی کو نہ غیر نبی کو (ہدیۃ المہدی مترجم ص:۴۵) ابن تیمیہ اور ابن قیم کا مذہب ہے کہ فوت شدگان سے حاجتیں طلب کرنا، ان کے ساتھ استغاثہ اور ان سے استعانت اور ان کی طرف متوجہ ہونا توبہ کرنے کے لائق شرک ہے اگر یہ شرک کرنے والا تائب ہو جائے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیں۔(ہدیۃ المہدی مترجم ص:۴۱)

خدارا انصاف کیجئے او ہابی خود ابن تیمیہ کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں کہ ان کے نزدیک یا رسول اللہ کہنے والا اور امداد چاہنے والا واجب القتل ہے۔ اور قادری ان کے عقیدے کی وکالت کر رہے ہیں کہ وہ وہابی نہیں بلکہ وہ امام اور قابل تقلید ہے ان کا عقیدہ جمہور اسلام کا عقیدہ ہے۔مسلمانوں ہشیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ تمہارا ایمان لوٹنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اہل اسلام پر وہابیت، رافضیت کے دروازے کھولے جا رہے ہیں اور تم خواب

خرگوش کے مزے لے رہے ہو۔تم کب بیدار ہوگے؟

امام اہل سنت فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کوئی گالی ہے

اہل سنت کے نزدیک ابن تیمیہ کی حیثیت: شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: بعض لوگوں نے ابن تیمیہ کو زندقہ (بے دینی گمراہی) کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ نبی کریم ﷺ سے مدد نہیں مانگنی چاہئے ۔اس قول میں نبی کریم ﷺ کی تنقیص ہے اور آپ کی تعظیم کا انکار ہے۔بعض لوگوں نے کہا کہ ابن تیمیہ منافق ہے کیونکہ وہ حضرت علی کے بارے میں کہتا تھا کہ آپ نے سترہ مقامات پر خطا کی اور کتاب اللہ کی مخالفت کی وہ جہاں بھی گئے انہوں نے شکست کھائی، انہوں نے بار بار خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے، اور ان کی جنگ حکومت کے لئے تھی دین کے لئے نہیں تھی۔اور ابن تیمیہ نے کہا کہ حضرت عثمان مال سے محبت کرتے تھے۔اور حضرت ابو بکر کے بارے میں کہا کہ وہ بوڑھے تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں اور حضرت علی کے بارے میں کہا کہ وہ بچپن میں اسلام لائے تھے اور بچپن کا اسلام لانا ایک قول کے مطابق صحیح نہیں ہوتا اور حضرت علی سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔(الدرر الکامنہ ج ۱ص ۱۵۵) شرح مسلم سعیدی ج ۳ص ۷۴۶)

صحابہ کرام کی اور نبی کی توہین کرنے والا طاہر القادری صاحب کا امام تو ہوسکتا ہے لیکن اہل سنت کا امام نہیں ہوسکتا ہے اور اگر قادری صاحب کو اس کے عقائد کا علم نہیں ہے تو اپنے نام کے ساتھ شیخ الاسلام کا دم چھلہ لگانا چھوڑ دیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں: میری نظر سے ابن تیمیہ کے بعض رسائل گذرے ہیں جن میں یہ تصریح ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے لئے سفر کرتا ہے اس کا یہ سفر معصیت اور حرام ہے اور اس سفر میں نمازوں کی قصر کرنا جائز نہیں۔(شرح مسلم ج ۳ص ۷۶۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: شام کے علماء نے ابن تیمیہ پر یہ لازم کیا ہے وہ حدیث شد رحال کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے سفر کو حرام قرار دیتے ہیں ہمارے نزدیک یہ ناگوار صورت حال ہے ابن تیمیہ سے جو انتہائی مکروہ مسائل منقول ہیں یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے۔(فتح الباری شرح بخاری ج ۳ص ۶۶)

ابن تیمیہ کی تکفیر: شارح مشکوۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں: ابن تیمیہ حنبلی نے اس مسئلہ میں بہت تفریط کی ہے کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ اس مسئلہ میں بعض لوگوں نے افراط کیا ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ زیارت کا عبادت ہونا

ضروریات دینیہ سے ہے۔اور اس کا منکر کافر ہے اور دوسرا قول (یعنی ابن تیمیہ کی تکفیر) کا صحت اور صواب کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ جس چیز کی اباحت پر اتفاق ہو اس کا انکار کفر ہے تو جس چیز کے استحباب پر علماء کا اتفاق ہو تو اس کو حرام قرار دینا بطریق اولی کفر ہوگا۔(شرح شفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۱۴) شرح مسلم ج ۳ ص ۷۶۵) محدثین جس کو منافق اور کافر کہہ رہے ہیں اس کو امام کہنا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھنا کسی شیخ الاسلام کا کام نہیں ہوسکتا

ابن تیمیہ بدعتی، گمراہ، گمراہ کرنے والا، جاہل تھا: خاتم المحدثین علامہ **ابن حجر ہیتمی مکی** لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے ابن تیمہ کو نامراد کیا، اس کو گمراہ کیا اس کو اندھا اور بہرا کیا اور ذلیل و رسوا کیا، اس کی تصریح ائمہ نے کی ہے جنہوں نے ابن تیمیہ کے احوال کا فساد لکھا ہے اور اس کے اقوال کا کذب بیان کیا جو شخص اس کے احوال کو جاننا چاہے وہ شیخ ابوالحسن سبکی کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور ان کے بیٹے علامہ تاج الدین سبکی اور دیگر شافعی مالکی، اور حنفی علماء جو ان کے معاصر تھے ان سب نے ابن تیمیہ کی خرابیوں کو بیان کیا ہے۔ابن تیمیہ نے صرف متاخرین صوفیہ پر اعتراضات کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نے حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ عنہما پر بھی اعتراضات کیے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ کا کلام بے وزن اور پھینک دیئے جانے کے قابل ہے اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ وہ بدعتی گمراہ گمراہ گر، جاہل اور دین میں غلو کرنے والا تھا اللہ تعالی اس کے ساتھ عدل کرے اور ہمیں اس کے عقیدہ، طریقہ اور فعل سے محفوظ رکھے۔(فتاوی حدیثیہ ص ۹۹، شرح مسلم ج ۳ ص ۷۶۵) ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور ان جیسے لوگوں کی کتابوں سے اپنے آپ کو بچانا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا اللہ تعالی نے ابن تیمیہ کو باوجود اس کے علم کے گمراہ کردیا، اس کے دلاور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے، اور اللہ کے بعد اسے کون ہدایت دے سکتا تھا ان بے دینوں نے کس طرح حدود کو پھلانگا، شریعت سے تجاوز کیا اور طریقت اور حقیقت کے لباس کو تار تار کردیا اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں، نہیں بلکہ وہ انتہائی گمراہی پر ہیں اور غضب الٰہی اور آخرت کی رسوائی ان کا انجام ہے۔(فتاوی حدیثیہ ص ۱۷۳، شرح مسلم ج ۳ ص ۷۶۵)

اب یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ قادری صاحب کے آئیڈیل ابن تیمیہ کا عقیدہ اسلامی ہے یا غیر اسلامی ہمیں بتایا جائے سوائے وہابیوں اور قادری صاحب کے ابن تیمیہ کی وکالت کس نے کی ہے۔ طاہر القادری صاحب کہہ رہے ہیں کہ شیطان تاثیر گستاخ نہیں تھا اگر یہی بات تھی تو انہیں اس جنازہ پڑھانا چاہئے تھا اس وقت کہاں تھے جب کوئی اس کا جنازہ پڑھانے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا اگر اپنے دعوی میں سچے ہیں تو پھر اس کا عرس منا کر دکھائیں علماء تو انہیں بلا رہے ہیں کہ آؤ ہم سے مناظرہ کرلو لیکن بجائے مناظرہ کرنے کے وہ ان علماء حق پر قاتلانہ حملے کروا رہے ہیں کیا منہاجیوں کی یہی اخلاقی تربیت ہے منہاجیوں کو علماء کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ وہ طاہر القادری صاحب کی سنت ادا کر رہے ہیں کیونکہ طاہر صاحب نے دیت کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ بلکہ تمام ائمہ سے اختلاف کیا اور تکفیر کے مسئلہ میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا رحمہ اللہ سے اختلاف کیا تو اگر طاہر صاحب سے اختلاف کیا جائے تو کونسی قیامت آجائے گی کیا منہاجی ان کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا رحمہ اللہ سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔

جن حضرات کے سوال رہ گئے ہیں ان کے جوابات انشاء اللہ آئندہ دے دیئے جائینگے۔

☆☆☆☆

تھل میں قادیانی قلعے میں دراڑ

(سابق قادیانی صدر کا قبول اسلام)

از قلم عرفان محمود برق (نومسلم سابق قادیانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"تھل پیلو وینس" ضلع خوشاب کا ایک اہم گاؤں ہے، مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی مرزائیت نے اپنے پنجے گاڑ دیئے۔ خاندان کے خاندان بغیر کچھ دیکھے اور سمجھے محض چند ٹکوں، کنوؤں، بھینسوں، بکریوں اور نوکریوں کے قادیانی سحر کا شکار ہو کر اپنے ایمان کا سودا کرتے رہے۔ جب ملک پاکستان کی قومی اسمبلی نے 1974ء میں آئینی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیدیا تو اس وقت تھل پیلو وینس کے حالات ایسے تھے کہ اگر خاوند قادیانی ہے تو بیوی مسلمان۔ اگر بیوی قادیانی ہے تو خاوند مسلمان۔ اگر والدین مسلمان ہیں تو اولاد قادیانی۔ 1974ء کے فیصلے کے بعد "پیلو وینس" میں کچھ شعور کی فضا قائم ہوئی کچھ خاندان تو مسلمان ہو گئے اور کچھ نے ان مرتدوں کا بائیکاٹ (جو کہ ہر مسلمان کا فرض ہے) کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔ جو لوگ قادیانیوں کے کفر سے بہت حد تک واقف تھے انہوں نے دعوتی عمل بھی اپنائے رکھا اور چند قادیانیوں کو وہ مسلمان کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اس وقت ان علاقوں میں اکثریت ان مسلمانوں کی ہے جن کے قادیانیوں سے گہرے مراسم، قرابت داریاں، میل جول اور جگری یاریاں ہیں جو کہ اسلام میں سخت حرام ہیں اور اگر یہ سب کچھ جائز سمجھ کر کیا جائے تو کفر ہے۔

10,11,12 فروری 2012ء اس خاکسار کا ان علاقوں میں دوسرا دورہ تھا، اس سے ایک ماہ قبل ان علاقوں میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے عنوان پر اس خاکسار کے کچھ بیانات ہوئے تھے اور دعوت کی غرض سے قادیانی نوجوانوں سے ملاقاتیں بھی ہوئی تھیں۔ ان بیانات اور ملاقاتوں کا ان علاقوں کے مسلمانوں اور قادیانوں پر اثر یہ ہوا کہ وہ قادیانی کفر کے بارے مین سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ چونکہ میں نے خود قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے اور اپنے بیانات اور ملاقاتوں میں قادیانیوں کی اصل کتب سے ان کے کفریات کو دکھا کر بات کی تھی۔ اس لئے اس کا گہرا اثر ہوا۔ بہت سے مسلمان قادیانیوں کی حقیقت شناسائی کے بعد ان سے لاتعلق ہو گئے اور بہت سے قادیانی جستجو کا چراغ لئے ہوئے تحقیق کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے۔

اس بار 10 فروری کو "پیلو وینس تھل" کی سب بڑی مسجد میں خاکسار کا اجتماعی جمعہ کا بیان رکھا گیا۔ خوشاب سے محترم مولانا عبداللہ صاحب، محترم جناب محمد عرفان صاحب اور جناب محترم وسیم خان بھی رفیق سفر ہوئے۔ الحمد للہ! اس پروگرام کی انتہائی کامیابی کے بعد ہمارے محسن اور میزبان محترم جناب عبدالرزاق صاحب اور محترم جناب ریاست علی صاحب (نمبردار پیلو وینس تھل) نے ہماری ملاقات کافی مرزائیوں سے کروائی۔ جو پہلے سے ہی مرزائیت کے بارے میں کچھ سننے کے شائق تھے۔ ان کے ذہنوں میں کچھ شکوک وشبہات تھے، جن کا ازالہ کر دیا گیا۔ آخر میں انہوں نے مزید کچھ سوچنے کا موقع طلب کیا۔ اس علاقے کے کچھ قادیانی جن میں ان کی جماعت کا صدر ظہیر علی بھی تھا، کا کہنا تھا کہ اگر ہماری جماعت کے انتہائی قابل اور ربوہ (موجودہ چناب نگر) کے ٹریننگ یافتہ مربیان ظہور احمد اور سرفراز احمد کو مناظرہ میں آپ جیت لیں تو ہم مرزائیت پر لعنت بھیج دیں

گے۔اس لئے عشاء کے بعد ان مرزائیوں کی موجوگی میں ان کے مربیوں سے مناظرہ طے پا گیا۔ بیلوویٹس تھل کے ایک ڈیرے میں نماز عشاء کے بعد قادیانی اپنے مربیوں کے سمیت پہنچ گئے اور ہمارے ساتھ محترم جناب عبدالرزاق صاحب، محترم جناب ریاست علی صاحب اور محترم جناب مولانا سلیم صاحب اور مزید مسلمان تشریف لے گئے ان دو قادیانی مربیوں سے گفتگو کے لئے مسلمانوں کی طرف سے اس ناچیز کا انتخاب کیا گیا۔ مناظرے کا موضوع تھا ''مرزا قادیانی کی قرآن دشمنی''۔ تقریباً رات 9 بجے گفتگو شروع ہوئی جو رات اڑھائی بجے تک چلی۔ یہاں قارئین کی دلچسپی کے لئے گفتگو کے کچھ حصے رقم کئے جاتے ہیں۔

ہم نے مرزا قادیانی کی اصل کتاب ازالہ اوہام حصہ اول، اور روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ 170 کھول کر سامنے رکھا۔ جس میں اس نے یہ اعتراف کیا ہے کہ جو قرآن پاک کے کسی ایک بھی حکم کے خلاف اپنی رائے پیش کرکے یا اس میں تبدیلی یا ترمیم کرلے وہ جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے''

قادیانی مربی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مرزے کی اس بات کی تصدیق کی۔ لیکن جب ہم نے قرآن کی مختلف آیات اور مرزے کی کتب سے ان روایات کے برعکس اس کے نظریات پیش کئے تو قادیانی مربیوں کے چہرے بدلنے شروع ہوگئے، رنگ زرد پڑ گئے، کپکپی طاری ہوگئی اور انہوں نے اس کی انتہائی ناقص اور فضول تاویلات کرنی شروع کردی۔ یہاں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ہم نے قرآن پاک کا ترجمہ بھی وہی پیش کیا جو خود ان کے خلیفہ اور مرزا کے نام نہاد بیٹے مرزا بشیرالدین کا رقم کردہ ''تفسیر صغیر'' کے نام سے ہے، تاکہ قادیانیوں کو کسی طرف سے بھاگنے کا موقع نہ ملے، چند دلائل پیش خدمت ہیں

قرآن پاک کا ترجمہ: ''اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ مت کہو کہ وہ مردہ ہیں (وہ مردہ) نہیں بلکہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے'' (سورۃ البقرہ ۱۵۵، تفسیر صغیر صفحہ 33)

مرزا قادیانی کی مخالفت: مرزا قادیانی کے ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۰ پر لکھا ہے:

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو (نعوذ باللہ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر کسی کو اختلاف نہیں، ان مربیوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا۔ اس عبارت میں ایک تو مرزا قادیانی نے قرآن پاک کی مخالفت کی اور دوسرا اس نے حیدر کرار، شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا۔

قرآن پاک: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے پر سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۰ پیش کی گئی۔ ترجمہ:

''(یاد رکھو) عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک یقیناً آدم کے حال کی طرح ہے، اسے (یعنی آدم کو) اس نے خشک مٹی سے پیدا کیا پھر اس کے متعلق کہا کہ تو وجود میں آجا تو وہ وجود میں آنے لگا'' (تفسیر صغیر ص ۸۷)

یہاں لوگوں کی حیرانگی کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا حیران کن ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کا حال بھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حال کی طرح ہے کہ وہ بن ماں اور بن باپ کے پیدا ہوئے، مربیوں سمیت تمام قادیانیوں نے تسلیم کیا کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

مرزا قادیانی کی مخالفت: مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام یوسف نجار لکھا ہے اور آپ کے دو حقیقی بھائی اور چار حقیقی بہنوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۸، از مرزا قادیانی)

قرآن پاک۔ ترجمہ: ”اور چاند کو بھی جب وہ تیرھویں کا ہو جائے (شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں) تم ضرور درجہ بدرجہ ان حالتوں کو پہنچو گے“ (سورۃ الانشقاق آیت ۲۰، تفسیر صغیر صفحہ ۸۱۴)

اس آیت میں اللہ پاک نے انسان کے چاند جانے کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ مرزائیوں کے رسالہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان ایجادات نمبر ستمبر ۲۰۰۰ء کے شمارے میں انسان کے چاند پر جانے کی مکمل تفصیل لکھی ہے۔ مرزائی مربیوں نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا۔

مرزا قادیانی کی مخالفت: مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ

”اس جسم خاکی کا کرہ ماہتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے“ (نعوذ باللہ) (روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۲۶)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے قرآن پاک کی آیت کو لغو کہا ہے (نعوذ باللہ)

قرآن پاک: ”(اے عیسیٰ ابن مریم) اور (اس وقت کو بھی یاد کر) جب کہ میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت (کی باتیں) سکھائیں اور تورات اور انجیل (سکھائی)“ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۱۔ تفسیر صغیر ۱۶۰)

جب مرزائی مربیوں اور دوسرے قادیانیوں کے سامنے قرآن پاک کی یہ آیت رکھی گئی تو انہوں نے کہا بالکل صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استاد اللہ تعالیٰ ہی تھا اور اسی سے آپ علیہ السلام نے حکمت، تورات اور انجیل سیکھی۔

مرزا قادیانی کی مخالفت: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

(عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی استاد سے تمام تورات پڑھی تھی) (روحانی خزائن ص ۳۹۴، جلد ۱۴)

ایسی اور بہت سے قرآن پاک کی آیات اور مرزائیوں کی ان آیات کی مخالفت پر اس کی اصل کتب سے عبارات کھول کر مرزائیوں کے سامنے رکھی گئیں تو ان کی حالت دیدنی تھی۔ مرزائی مربیوں نے مرزے کو بچانے کے لئے عجیب و غریب اور فضول قسم کی جو تاویلات کیں انہیں سن کر آخر میں دوسرے تمام قادیانی بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ”ہمارے مربیوں نے آج منہ کی کھائی ہے اور ذلت و رسوائی کا طوق گلے میں پہنا ہے“۔ یوں ان علاقوں میں قادیانی قلعے میں دراڑ پڑ گئی۔

الحمد للہ! 11 فروری 2012ء کا سورج بہت سے مرزائیوں کی ہدایت کی خوشخبری لے کر طلوع ہوا جب ”پیلو ونیس تھل“ کے قادیانی جماعت کے صدر ظہر علی نے اپنے خاندان سمیت مرزائیت پر لعنت بھیج کر قبول اسلام کا اعلان کیا تو اور بہت سے قادیانی بھی راہ راست پر آ گئے اور اب تک شاہراہ جنت کے ان مسافروں کی تعداد 9 ہو چکی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ تعداد درجنوں سے تجاوز کر جائے گی۔

......☆☆☆......

Monthly **AL-HAQIQA** March 2012
Reg.No. C.P.L.169



بفضیان نظر

حضور مفکر اسلام

پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

بانی تحریک شیران اسلام پاکستان ومجلۃ الحقیقہ

تیرھواں یومِ تاسیس

مورخہ 18 مارچ 2012 بروز اتوار

منجانب

شعبہ نشرواشاعت شیران اسلام پاکستان